102

سلسلہ اربعینات الحدیث النبوی

أَرْبَعُونَ حَدِيثًا فی فضائل سنن النبی

قال رسول اللہ ﷺ نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ

اربعین

فضائلِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

تألیف: ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

ترتیب، تخریج واضافہ:

حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ

شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:
نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ

102
سلسلۃ اربعینات الحدیث النبوی

أربعون حديثا
في فضائل ابي بكر الصديق

اربعین
فضائل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

تالیف:
ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

ترتیب، تخریج واضافہ:
حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ
شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

نام کتاب: **اربعین فضائل سیدنا ابوبکر صدیق** رضی اللہ عنہ

تألیف: **ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی**

ترتیب، تخریج واضافہ: **حافظ حامد محمود الخضری**

تقریظ: **شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی** حفظہ اللہ

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: ابومومن منصور احمد

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

Email:akmian311@gmail.com
Web Site: www.assunnah.live

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ مُحَمَّدًا ﷺ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَّدَاعِیًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِه وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا، بَعَثَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ، وَمُعَلِّمًا لِّلْأُمِّیِّیْنَ، بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ، فَقَالَ سُبْحَانَهٗ -وَهُوَ أَصْدَقُ الْقَائِلِیْنَ - ﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ﴾ [الجمعة : 2]۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحَابَتِهٖ أَجْمَعِیْنَ، وَتَابِعِیْهِمْ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ۔ أَمَّا بَعْدُ!

عہد قدیم کے عرب جو دین ابراہیمی کے حامل تھے، وہ شرک و بت پرستی میں بہت آگے نکلے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہوں نے بہت سے معبود تجویز کر لیے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ خود ساختہ معبود کائنات کے نظم و انتظام میں اللہ کے ساتھ شریک ہیں اور نفع و نقصان پہنچاتے ہیں، زندہ رکھنے اور مارنے کی ذاتی صلاحیت و قدرت کے مالک ہیں۔ چنانچہ پوری عرب قوم بتوں کی پرستش میں ڈوب چکی تھی، ہر قبیلہ اور علاقہ کا علیحدہ علیحدہ معبود تھا، بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ہر گھر صنم خانہ تھا۔ حتیٰ کہ خود کعبۃ اللہ کے اندر اور اس کے صحن میں تین سو ساٹھ بت تھے، اس لیے وہ لوگ ایک نبی مرسل کے ذریعہ ہدایت و راہنمائی کے شدید محتاج تھے۔ اس وقت اللہ نے ان پر کرم کیا اور آخر الزمان پیغمبر جناب محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ

﴿وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴾

[الجمعة : 2]

''اُسی نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، اور انہیں (کفر و شرک کی آلائشوں سے) پاک کرتے ہیں، اور انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دیتے ہیں، بے شک وہ لوگ اُن کی بعثت سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔''

سورۃ الشوریٰ میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ﴾ [الشورى: 52]

''(اے میرے نبی!) آپ یقیناً لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے منصب رسالت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہر ہر پیغام الٰہی جس پیغام کے پہنچانے کا آپ کو مکلف ٹھہرایا گیا تھا اسے پوری ذمہ داری سے پہنچا دیا، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾

[المائدة : 67]

''اے رسول! آپ پر آپ کے رب کی جانب سے جو نازل کیا گیا ہے، اسے پہنچا دیجیے، اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو گویا آپ نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا، بے شک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔''

علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت ''فتح القدیر'' میں لکھتے ہیں کہ ''بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ'' کے عموم سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر اللہ عزوجل کی طرف سے

واجب تھا کہ ان پر جو کچھ وحی ہورہی ہے لوگوں تک بے کم و کاست پہنچائیں، اس میں سے کچھ بھی نہ چھپائیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے دین کا کوئی حصہ خفیہ طور پر کسی خاص شخص کو نہیں بتایا جو اوروں کو نہ بتایا ہو۔ انتھی۔ [1]

اسی لیے صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ...﴾ الآية))

''جو کوئی یہ گمان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کا کوئی حصہ چھپا دیا تھا وہ جھوٹا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت کی تلاوت کی۔'' [2]

پس اللہ تعالیٰ کا دین کامل، مکمل اور اکمل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر احسان عظیم ہے، انہیں اب نہ کسی دوسرے دین کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی دوسرے نبی کی۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة : 3]

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کر لیا۔''

امام احمد اور بخاری و مسلم وغیرہم نے طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے امیر المومنین! آپ لوگ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں کہ اگر وہ ہم پر نازل ہوئی ہوتی تو اس دن کو ہم ''یومِ عید'' بنا لیتے۔

---

1. فتح القدير : 488/1۔
2. صحيح بخاری، كتاب التفسير، رقم : 4612۔

انہوں نے پوچھا، وہ کون سی آیت ہے؟ یہودی نے کہا: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ۔۔۔ الآیۃ﴾ تو امیر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں اس دن اور اس وقت کو خوب جانتا ہوں جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت جمعہ کے دن، عرفہ کی شام میں نازل ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب وحکمت یعنی قرآن وسنت دونوں نازل کیے۔ لہٰذا دین کتاب وسنت کا نام ہے۔

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ ﴾ [النجم : 3۔4]

''اور وہ اپنی خواہش نفس کی پیروی میں بات نہیں کرتے ہیں۔ وہ تو وحی ہوتی ہے جو ان پر اتاری جاتی ہے۔''

سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ [النساء : 113]

''اور اللہ نے آپ پر کتاب وحکمت یعنی قرآن وسنت دونوں نازل کیا۔''

صاحب ''فتح البیان'' لکھتے ہیں: یہ آیت کریمہ دلیل بین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحی ہوتی تھی جو آپ کے دل میں ڈال دی جاتی تھی۔

حدیث نبوی ((تَسْمَعُوْنَ مِنِّيْ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُمْ)) میں احادیث کو لکھنے، سیکھنے، سکھانے اور دوسروں تک پہنچانے کی تلقین موجود ہے۔

امام نووی تقریب النواوی میں رقمطراز ہیں:

"عِلْمُ الْحَدِيْثُ مِنْ أَفْضَلِ الْقُرْبِ إِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَكَيْفَ لَا يَكُوْنُ؟ هُوَ بَيَانُ طُرُقِ خَيْرِ الْخَلْقِ وَأَكْرَمِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ"

''رب العالمین کے قریب کرنے والی چیزوں میں سب سے افضل علم حدیث ہے اور یہ کیسے نہ ہو حالانکہ وہ تمام مخلوق میں سے بہترین اور تمام اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے معزز ترین شخصیت کے طریقے بیان کرتا ہے۔''

امام زہری سے امام حاکم نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ أَدْبُ اللّٰهِ الَّذِيْ أَدَّبَهُ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ ، وَأَدَّبَ النَّبِيُّ ﷺ أُمَّتَهُ بِهِ، وَهُوَ أَمَانَةُ اللّٰهِ عَلٰى رَسُوْلِهِ لِيُؤَدِّيَهُ عَلٰى مَا أُدّٰى إِلَيْهِ“ [1]

”یہ علم اللہ تعالیٰ کا وہ ادب ہے جو اس نے اپنے پیغمبر ﷺ کو سکھایا اور انہوں نے یہ اپنی امت کو بتایا تو یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے رسول کے پاس امانت ہے کہ اسے وہ اپنی امت تک پہنچائیں۔“

محدثین اور علم حدیث سے شغف رکھنے والوں کی فضیلت میں یہ ارشاد نبوی بہت بڑی دلیل ہے۔

((نَضَّرَ اللّٰهُ إِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ۔۔۔)) [2]

”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جو ہم سے حدیث سن کر یاد کرلے پھر اور لوگوں کو پہنچا دے......۔“

مذکورہ حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لیے تروتازگی کی دعا فرمائی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مسجد خیف منیٰ میں اپنے آخری حج میں کی ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے محدثین کی تعدیل فرمائی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا؟ چنانچہ ارشاد فرمایا:

((يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهُ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَأْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ۔۔۔))

---

1 معرفة علوم الحديث، ص : 63۔

2 سنن ترمذی، کتاب العلم، رقم الحديث : 2668، عن زيد بن ثابت۔

''اس علم کو ہر زمانہ کے عادل حاصل کریں گے۔ اس میں زیادتی کرنے والوں کی تحریف و تبدیل اور باطل پسندوں کی حیلہ جوئی کو اور جاہلوں کی بے جا تاویلوں کو دور کرتے رہیں گے۔''

امام علی بن المدینی فرماتے ہیں:

''هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ۔''[1]

''وہ اہل حدیث ہیں۔''

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِي . قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنْ خُلَفَائُكَ؟ قَالَ ﷺ: اَلَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِي يَرَوْنَ أَحَادِيْثِي وَسُنَّتِي وَيُعَلِّمُوْهَا النَّاسَ .))[2]

''اے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے۔ میری حدیثوں کو روایت کریں گے۔ اور میری سنتوں کی لوگوں کو تعلیم دیں گے۔''

چنانچہ محدثین نے حدیث وسنت کی تدوین وجمع کے لیے اپنی جہو دِمخلصہ بذل کیں۔ حدیث وسنت کی چھان پھٹک کے لیے اصول وضوابط قائم کیے۔ اصول حدیث اور اسماء الرجال کے نام سے بڑی بڑی ضخیم کتب مرتب کیں جو کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میزہ اور خاصہ ہے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ فِى الدَّارِيْنِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

((مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا يَنْتَفِعُوْنَ بِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ

---

[1] شرف أصحاب الحديث، ص : 27۔

[2] شرف أصحاب الحديث، ص : 31۔

الْقِيَامَةِ فَقِيْهًا عَالِمًا۔))[1]

”میری امت میں سے جس شخص نے چالیس احادیث جن سے لوگ انتفاع کرتے ہیں، حفظ کرلیں تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اسے زمرۂ فقہاء و علماء سے اٹھائے گا۔“

یہ روایت جن متعدد صحابہ سے مروی ہے ان میں علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوالدرداء، عبد اللہ بن عمر، ابن عباس، انس بن مالک، ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کے نام شامل ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ”فِيْ زُمْرَةِ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ“ کے الفاظ مروی ہیں اور ایک روایت میں ”وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيْدًا“ کے الفاظ مروی ہیں اور ابن مسعود کی روایت میں ”قِيْلَ لَهُ ادْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ“ کے الفاظ مروی ہیں۔ جبکہ ابن عمر کی روایت میں ”كُتِبَ فِيْ زُمْرَةِ الْعُلَمَاءِ وَحُشِرَ فِيْ زُمْرَةِ الشُّهَدَاءِ“ کے الفاظ مروی ہیں۔

لیکن یہ روایات عام طور پر ضعیف بلکہ منکر اور موضوع ہیں۔ امام نووی اور حافظ ابن حجر نے تحقیق کرنے کے بعد واضح کیا ہے کہ ان تمام احادیث کی جملہ روایات انتہائی ضعیف اور ناقابل قبول ہیں، اور ان کا ضعف بھی ایسا ہے، جسے تقویت نہیں ہوسکتی۔[2]

مگر محدثین کی حدیث کے ساتھ محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس حدیث کو بنیاد بنا کر ”اَلْأَرْبَعُوْنَ، اَلْأَرْبَعِيْنَاتُ“ کے نام سے کتب مرتب کردیں۔ الأربعون سے مراد حدیث کی وہ کتاب ہے جس میں کسی ایک باب سے متعلق احادیث یا

---

[1] العلل المتناهية : 111/1۔ المقاصد الحسنة : 411۔

[2] تفصیل کے لیے دیکھیں: المقاصد الحسنة، ص : 411۔ مقدمة الأربعين للنووي، ص : 28۔ 46۔ شعب الإيمان للبيهقي : 271/2، برقم : 1727۔

مختلف ابواب سے یا مختلف اسانید سے چالیس احادیث جمع کی جائیں۔ اس طرح کی تصانیف کا اصل سبب یہی بیان کردہ احادیث ہیں جن میں چالیس احادیث جمع کرنے والے کے لیے بہت فضیلت بیان کی گئی ہے اور اسے بشارت دی گئی ہے۔ اس طرز پر تصنیف کرنے والوں میں اولین کتاب امام عبد اللہ بن المبارک (م 181ھ) کی ہے۔ اسی طرح حافظ ابونعیم (م 430ھ)، حافظ ابوبکر آجری (م 360ھ)، حافظ ابواسماعیل عبد اللہ بن محمد الہروی (م 481ھ)، ابوعبدالرحمٰن السلمی (م 412ھ)، حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن المعروف ابن عساکر (م 571ھ) اور حافظ محمد بن محمد الطائی (م 555ھ) نے "اَلْأَرْبَعِيْنَ فِيْ إِرْشَادِ السَّائِرِيْنَ إِلٰى مَنَازِلِ الْمُتَّقِيْنَ"، حافظ عفیف الدین ابوالفرج محمد عبد الرحمٰن المقری (م 618ھ) نے "أَرْبَعِيْنَ فِي الْجِهَادِ وَالْمُجَاهِدِيْنَ"، حافظ جلال الدین السیوطی (م 911ھ) نے "أَرْبَعُوْنَ حَدِيْثًا فِيْ قَوَاعِدِ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ وَفَضَائِلِ الْأَعْمَالِ"، حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (م 656ھ) نے "اَلْأَرْبَعُوْنَ الْأَحْكَامِيَّةِ"، حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی (م 852ھ) نے "اَلْأَرْبَعُوْنَ الْمُنْتَقَاةُ مِنْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ"، ابوالمعالی الفارسی نے "اَلْأَرْبَعُوْنَ الْمُخَرَّجَةُ فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى لِلْبَيْهَقِيِّ" اور حافظ محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی (م 902ھ) نے "اَرْبَعُوْنَ حَدِيْثًا مُنْتَقَاةٌ مِّنْ كِتَابِ الْأَدَبِ الْمُفْرَدِ لِلْبُخَارِيِّ" تحریر کی۔ کتب اربعین میں سب سے زیادہ متداول اربعین نووی ہے۔ اس پر بہت سے علماء کے حواشی، شروحات اور زوائد موجود ہیں۔ اربعین نووی پر ہماری بھی مختصر مگر جامع شرح ہمارے مؤقّر مجلّہ ''دعوت اہل حدیث'' میں چھپ رہی ہے۔

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

ہمارے زیر سایہ ادارہ انصار السنہ پبلیکیشنز کے رئیس اور ہمارے انتہائی قریبی دوست

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی اور ادارہ کے رفیق سفر اور ہمارے انتہائی قابل اعتماد شخصیت حافظ حامد محمود الخضری، ہمارے ان دونوں بھائیوں کی کئی ایک موضوعات پر کتب اہل علم اور طلباء سے دادِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔ اب انہوں نے مختلف موضوعات پر علی منہج المحدثین اَرْبَـعِیْنَات جمع کی ہیں۔ "اَلْاَرْبَـعُوْنَ فِی فَضَائِلِ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ" زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کام انتہائی مبارک اور نافع ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف، مخرج اور ناشر سب کو اجر جزیل عطا فرمائے اور اس کے نفع کو عام فرما دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَأَهْلِ طَاعَتِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّا بَعْدُ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸۸ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۸۹﴾

(التوبة : 88، 89)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ہمراہ ایمان لائے، اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے سب بھلائیاں ہیں، اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۰﴾ (الحشر : 10)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جنھوں نے

ایمان لانے میں ہم سے پہل کی اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۱۳۷﴾

(البقرة : 137)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو، تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے، اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک مخالفت میں (پڑے ہوئے) ہیں، پس عنقریب اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ڔ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڔ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹﴾ (الفتح : 29)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت رحم دل ہیں، تو انھیں اس حال میں دیکھے گا کہ رکوع کرنے والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضا ڈھونڈتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں میں (موجود) ہے، سجدے کرنے کے اثر سے۔ یہ ان کا وصف تورات میں ہے

اور انجیل میں ان کا وصف اس کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی، کاشت کرنے والوں کو خوش کرتی ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعے کافروں کو غصہ دلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے بڑی بخشش اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔''

حدیث 1

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَطَبَ النَّاسَ بِالْجَابِيَةِ، فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَقَامِي فِيكُمْ، فَقَالَ: اسْتَوْصُوا بِأَصْحَابِي خَيْرًا، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَبْتَدِءُ بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا، فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ بَحْبَحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مِنَ الاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، لَا يَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمَا، وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ.)) [1]

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ''جابیہ'' کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے کہا: ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان اسی طرح کھڑے ہوئے، جیسے میں تمہارے درمیان کھڑا ہوں، اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں تمھیں اپنے صحابہ کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں، اور ان لوگوں کے بارے میں بھی جو ان کے بعد ہوں گے اور ان لوگوں کے بارے میں

[1] مسند احمد: 18/1، رقم: 114، مستدرك حاكم: 113/1- حاکم نے اسے ''شیخین کی شرط پر صحیح'' کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

بھی جو (تابعین) کے بعد ہوں گے، (ان سے حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں)، اس کے بعد جھوٹ اس قدر عام ہو جائے گا کہ ایک آدمی گواہی طلب کیے جانے سے پہلے گواہی دینے لگے گا، پس تم میں سے جو آدمی جنت میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنے کا التزام کرے، کیونکہ شیطان ہر اس آدمی کے ساتھ رہتا ہے جو اکیلا ہو، اور وہ شیطان دو آدمیوں سے ذرا دور ہو جاتا ہے، تم میں سے کوئی آدمی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدگی اختیار نہ کرے، کیونکہ ایسے دو افراد کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جس آدمی کو نیکی کر کے خوشی اور گناہ کر کے پریشانی ہو وہ مومن ہے۔''

حدیث 2

((وَعَنْ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنِّیْ اَجِدُ فِی التَّوْرَاةِ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لَا فَظٌّ، وَلَا غَلِيْظٌ، وَلَا سَخَّابٌ فِی الْاَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِیْ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ، وَيَصْفَحُ اُمَّتُهُ، الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِیْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ، وَيُكَبِّرُوْنَهُ عَلٰى كُلِّ نَجْدٍ، يَاْتَزِرُوْنَ اِلٰى اَنْصَافِهِمْ، وَيُوَضِّئُوْنَ اَطْرَافَهُمْ، صَفُّهُمْ فِی الصَّلَاةِ وَصَفُّهُمْ فِی الْقِتَالِ سَوَاءٌ، مُنَادِيْهِمْ يُنَادِیْ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ لَهُمْ فِیْ جَوْفِ اللَّيْلِ دَوِیٌّ كَدَوِیِّ النَّحْلِ، مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ، وَمُهَاجَرُهٗ بِطَابَةَ، وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ.)) [1]

''اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تورات میں لکھا ہوا پایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہوں گے، نہ تیز مزاج نہ ترش رو، بازاروں میں شور و شغب کرنے

[1] سنن دارمی، رقم: 5، شرح السنة، رقم الحدیث: 3628۔ محقق نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

والے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ معاف کرنے والے اور درگزر کرنے والے ہوں گے۔ اُن کی امت بہت زیادہ حمد وثنا کرنے والی ہوگی۔ ہر جگہ وہ اللہ کی حمد وثنا بیان کریں گے۔ ہر اونچی جگہ پر (چڑھتے ہوئے) اللہ اکبر کہیں گے۔ اُن کے تہ بند پنڈلیوں تک ہوں گے، اپنے اعضاء کا وضو کریں گے، نماز اور قتال کے لیے ایک ہی طرح صف بنائیں گے۔ اُن کا منادی (یعنی مؤذن) کھلی فضا میں اذان دے گا۔ آدھی رات کے وقت اُن کے اذکار کی آواز شہد کی مکھیوں کی طرح آہستہ ہوگی۔ اس رسول کی جائے پیدائش مکہ ہوگی، جائے ہجرت طابہ (یعنی مدینہ منورہ) اور اُس کی حکومت کی سرحدیں شام تک پہنچیں گی۔"

حدیث 3

((وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ كَلَامٌ، فَقَالَ خَالِدٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: تَسْتَطِيلُونَ عَلَيْنَا بِأَيَّامٍ سَبَقْتُمُونَا بِهَا، فَبَلَغَنَا أَنَّ ذٰلِكَ ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: دَعُوا لِي أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنْفَقْتُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ـ أَوْ مِثْلَ الْجِبَالِ ـ ذَهَبًا مَا بَلَغْتُمْ أَعْمَالَهُمْ.)) [1]

"اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مابین کچھ تلخ کلامی سی ہوگئی، سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا: تم ہمارے اوپر محض اس لیے زبان درازی کرتے ہو کہ تم ہم سے کچھ دن پہلے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ جب اس بات کا نبی

[1] مسند احمد: 366/3، رقم: 13812، الأحاديث المختارة، رقم: 2046۔ شیخ شعیب نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

کریم ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میرے لیے ہی میرے صحابہ کو کچھ نہ کہا کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم احد پہاڑ یا کئی پہاڑوں کے برابر سونا بھی خرچ کر دو تم ان کے اعمال یعنی درجوں تک نہیں پہنچ سکتے۔''

حدیث 4

((وَعَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُلْنَا: لَوِ انْتَظَرْنَا حَتّٰى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ ، قَالَ: فَانْتَظَرْنَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا ، فَقَالَ: مَا زِلْتُمْ هَاهُنَا ، قُلْنَا: نَعَمْ ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قُلْنَا: نُصَلِّي مَعَكَ الْعِشَاءَ ، قَالَ: أَحْسَنْتُمْ أَوْ أَصَبْتُمْ . ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ: وَكَانَ كَثِيرًا مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ ، فَقَالَ: النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي ، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي ، فَإِذَا ذَهَبَتْ أَصْحَابِي أَتٰى أُمَّتِيْ مَا يُوعَدُونَ .))[1]

''اور سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مغرب کی نماز ادا کی، پھر ہم نے کہا کہ بہتر ہوگا کہ ہم کچھ انتظار کر لیں اور آپ کی معیت میں عشاء کی نماز ادا کر کے جائیں۔ چنانچہ ہم انتظار کرنے لگے۔ آپ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: کیا تم یہیں ٹھہرے رہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! بس ہم نے

[1] مسند احمد : 398/4، رقم : 19066۔ صحيح ابن حبان، رقم : 7249۔ ابن حبان اور شیخ شعیب رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوچا کہ ہم عشاء کی نماز بھی آپ کی معیت میں ادا کرلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آسمان کی طرف سر اٹھایا کرتے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ ستارے آسمان کے امین (نگران و محافظ) ہیں، جب یہ تارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ کیفیت طاری ہو جائے گی، جس کا اس کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے، یعنی آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ میں بھی اپنے صحابہ کے لیے اسی طرح امین ہوں، جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ فتنے اور آزمائشیں آجائیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ بھی میری امت کے لیے امین اور محافظ ہیں، جب میرے صحابہ اس دنیا سے رخصت ہوجائیں گے تو میری امت پر ان فتنوں کا دور شروع ہو جائے گا، جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

حدیث 5

((وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: طُوْبٰى لِمَنْ رَآنِيْ، وَطُوْبٰى لِمَنْ رَأَى مَنْ رَأٰنِيْ، وَلِمَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ وَاٰمَنَ بِيْ.)) [1]

''اور حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مبارک ہو جس نے مجھے دیکھا (یعنی صحابی) اور مجھ پر ایمان لایا، اور مبارک ہواُسے جس نے اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا ہے (یعنی تابعی) اور ایمان لایا، اور مبارک ہواُسے جس نے صحابی کو دیکھنے والے (یعنی تبع تابعین) کو دیکھا اور ایمان لایا۔''

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم الحديث : 1254.

حدیث 6

((وَعَنْ أَبِی سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِیْ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهُ.)) [1]

''اور سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میرے صحابہ کو سب وشتم نہ کرنا، کیونکہ ان کا مقام تو یہ ہے کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی جبل احد کے برابر سونا خرچ کرے، تو وہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک مد یا نصف مد تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

حدیث 7

((وَعَنْ طَارِقِ بْنِ اَشْیَمَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: بِحَسْبِ أَصْحَابِی الْقَتْلُ.)) [2]

''اور سیّدنا طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرے صحابہ کا شہید ہو جانا ہی کافی ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اللہ عزوجل

حدیث 8

((وَعَنْ اَبِی بَكْرِ الصِّدِّیقِ حَدَّثَهُ قَالَ: نَظَرْتُ اِلَى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِینَ عَلَى رُؤُسِنَا وَنَحْنُ فِی الْغَارِ، فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ!

[1] صحیح مسلم، رقم: 221/254، مسند احمد: 11/3، رقم: 11079.

[2] مسند احمد: 472/3، رقم: 15876، مصنف ابن ابی شیبة: 92/15۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلَى قَدَمَيْهِ اَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ ، فَقَالَ: يَا اَبَابَكْرٍ! مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا .)) (1)

''اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا، کہا: جس وقت ہم غار میں تھے، میں نے اپنے سروں کی جانب (غار کے اوپر) مشرکین کے قدم دیکھے، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف نظر کی تو وہ نیچے ہمیں دیکھ لے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟'' (انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا)۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان

حدیث 9

((وَعَنْ اَبِي سَعِيدٍ ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: عَبْدٌ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهُ زَهْرَةَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى اَبُوبَكْرٍ ، وَبَكَى فَقَالَ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا ، قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ ، وَكَانَ اَبُوبَكْرٍ اَعْلَمَنَا بِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي مَالِهِ وَصُحْبَتِهِ اَبُوبَكْرٍ ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيلًا ، وَلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِي بَكْرٍ .)) (2)

(1) صحيح مسلم ، كتاب فضائل الصحابة ، رقم: 6169.
(2) صحيح مسلم ، كتاب فضائل الصحابة ، رقم: 6170.

''اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی نعمتیں لے لے یا وہ جو اس کے پاس ہے تو اس نے وہ پسند کیا جو اس (اللہ) کے پاس ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خوب روئے اور کہا: ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! (ہمیں ان کے رونے کی وجہ سمجھ نہ آئی) انہوں (ابوسعید رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ ﷺ تھے اور ہم سب سے زیادہ اس بات کو جاننے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مال (کے تعاون) اور (میرا) ساتھ دینے کے معاملے میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر ہیں اور اگر میں کسی کو خلیل (ہم راز یا دلی دوست) بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن (ہم دونوں کے درمیان) اسلام کی اخوت ہے۔ مسجد کی طرف (کھلنے والی) کسی کھڑکی کو باقی نہ رہنے دینا، سوائے ابوبکر (کے گھر) کی کھڑکی کے (اسے بند نہ کیا جائے)۔''

نبی کریم ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھائی کہا

حدیث 10

((وَعَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِى الْهُذَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلٰكِنَّهُ اَخِى وَصَاحِبِى، وَقَدْ اتَّخَذَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا.)) [1]

[1] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، رقم: 6172.

''اور عبداللہ بن ابی ہذیل نے ابو احوص سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا، انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں کسی شخص کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے (دینی) بھائی اور ساتھی ہیں اور تمہارے ساتھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ عزوجل نے اپنا خلیل بنایا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے محبوب

حدیث 11

((وَعَنْ اَبِی عُثْمَانَ اَخْبَرَنِی عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ ، فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ ، قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: اَبُوهَا ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا .))[1]

''اور ابوعثمان سے روایت ہے، کہا: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات السلاسل کے لشکر کا سالار بنا کر بھیجا۔ میں (ہدایات لینے کے لیے) آپ کے پاس حاضر ہوا اور (اس موقع پر) میں نے (یہ بھی) پوچھا: آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ۔ میں نے کہا: مردوں میں سے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ان کے والد۔ میں نے کہا: پھر کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا: عمر۔ پھر آپ نے کئی لوگوں کے نام لیے۔''

---

[1] صحیح مسلم ، کتاب فضائل الصحابة ، رقم :6177 .

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل

حدیث 12

((وَعَنْ ابْنِ اَبِی مُلَیْکَةَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ، وَسُئِلَتْ: مَنْ کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَخْلِفًا لَوْ اسْتَخْلَفَهٗ؟ قَالَتْ اَبُوبَکْرٍ، فَقِیلَ لَهَا: ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِی بَکْرٍ؟ قَالَتْ: عُمَرُ، ثُمَّ قِیلَ لَهَا: مَنْ بَعْدَ عُمَرَ؟ قَالَتْ: اَبُو عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ ثُمَّ انْتَهَتْ اِلَی هٰذَا.)) [1]

''اور ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، ان سے سوال کیا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو خلیفہ بناتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ ان سے پوچھا گیا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو؟ انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ کہا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو، یہاں آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رک گئیں۔ (مزید جواب نہ دیا)''

حدیث 13

((وَعَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ اَبِیهِ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شَیْئًا، فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَیْهِ، فَقَالَتْ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! اَرَاَیْتَ اِنْ جِئْتُ فَلَمْ اَجِدْكَ؟ قَالَ اَبِی: کَاَنَّهَا تَعْنِی الْمَوْتَ۔ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِینِی فَاْتِی اَبَا بَکْرٍ.)) [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: 6178.

[2] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: 6179.

''اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ دوبارہ آپ کے پاس آئے۔ اس نے کہا: اللہ کے رسول! یہ بتائیں کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں؟ میرے والد نے کہا: جیسے وہ آپ کی وفات کی بات کر رہی ہو، تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا۔''

حدیث 14

((وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فِي مَرَضِهِ ادْعِي لِي اَبَا بَكْرٍ اَبَاكِ، وَاَخَاكِ، حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا، فَاِنِّي اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلُ قَآئِلٌ: اَنَا اَوْلٰى، وَيَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ.)) [1]

''اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے (آخری) مرض کے دوران میں مجھ سے فرمایا: اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں، مجھے یہ خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا: میں زیادہ حق دار ہوں جب کہ اللہ بھی ابوبکر کے سوا (کسی اور کی جانشینی) سے انکار فرماتا ہے اور مومن بھی۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انتہائی رقیق القلب تھے

حدیث 15

((وَعَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا

[1] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، رقم: 6181.

يَـدِينَانِ الدِّينَ ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَـرَفَـيِ الـنَّـهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً ، ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِـفِـنَـاءِ دَارِهِ ، فَـكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَقِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْـمُشْـرِكِيْـنَ وَأَبْـنَـاؤُهُـمْ يَـعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ ، وَكَانَ أَبُـوْبَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ ، فَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ .)) [1]

''اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے جب سے ہوش سنبھالا، اسی وقت سے میں نے یہ دیکھا کہ میرے والدین اسلام قبول کر چکے تھے اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں ہمارے ہاں رسول اللہ ﷺ دن کے دونوں حصوں میں، یعنی صبح و شام تشریف نہ لاتے ہوں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ایک بات آئی اور انھوں نے اپنے گھر کے سامنے ایک کھلی جگہ میں مسجد بنا لی جس میں وہ نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ مشرکین کے بچے اور عورتیں آتے جاتے ان کے پاس کھڑے ہو جاتے۔ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حالت پر تعجب کرتے اور انھیں غور سے دیکھتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے رقیق القلب اور گریہ زاری کرنے والے انسان تھے جب قرآن کی تلاوت کرتے تو انھیں اپنی آنکھوں پر قابو نہیں رہتا تھا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل نے مشرکین کے اشراف کو بڑی گھبراہٹ میں ڈال دیا تھا۔''

[1] صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب المسجد يكون في الطريق......، رقم: 476.

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شروع میں اسلام لائے

حدیث 16

((وَعَنْ عَبَسَةَ السُّلَمِيّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: كُنْتُ، وَأَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُنُّ أَنَّ النَّاسَ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَأَنَّهُمْ لَيْسُوا عَلٰى شَيْءٍ وَهُمْ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ قَالَ سَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا فَقَعَدْتُ عَلٰى رَاحِلَتِي فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَخْفِيًا جُرَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لَهُ مَا أَنْتَ قَالَ: أَنَا نَبِيٌّ. فَقُلْتُ وَمَا نَبِيٌّ قَالَ أَرْسَلَنِي اللّٰهُ فَقُلْتُ وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ قَالَ: أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ وَأَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ قُلْتُ لَهُ فَمَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا قَالَ: حُرٌّ وَعَبْدٌ قَالَ وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ أَبُوبَكْرٍ وَبِلَالٌ رضی اللہ عنہما مِمَّنْ آمَنَ بِهٖ فَقُلْتُ إِنِّي مُتَّبِعُكَ قَالَ: إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا أَلَا تَرٰى حَالِي وَحَالَ النَّاسِ وَلٰكِنْ ارْجِعْ إِلٰى أَهْلِكَ فَإِذَا سَمِعْتَ بِي قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِي قَالَ فَذَهَبْتُ إِلٰى أَهْلِي وَقَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَكُنْتُ فِي أَهْلِي فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّرُ الْأَخْبَارَ وَأَسْأَلُ النَّاسَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيَّ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَقُلْتُ مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَقَالُوا النَّاسُ سِرَاعٌ وَقَدْ أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا ذٰلِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَعْرِفُنِي قَالَ: نَعَمْ أَنْتَ الَّذِي لَقِيتَنِي

بِـمَـكَّةَ قَالَ فَقُلْتُ بَلٰى فَقُلْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ
الـلّٰهُ وَاَجْهَلُهٗ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ: صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ
أَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ
حِيـنَ تَـطْـلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ
صَـلِّ فَإِنَّ الـصَّلٰوةَ مَشْهُـودَـةٌ مَّـحْـضُورَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ
بِـالـرُّمْـحِ ثُـمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا
أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُودَةٌ مَّحْضُورَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ
الْـعَـصْـرَ ثُـمَّ أَقْـصِـرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا
تَـغْـرُبُ بَيْـنَ قَـرْنَـيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ . قَالَ
فَـقُـلْـتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَالْوُضُوءَ حَدِّثْنِي عَنْهُ قَالَ مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ
يُّقَرِّبُ وَضُوْءَهٗ فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا
وَجْهِهٖ وَفِيـهِ وَخَيَاشِيْمِهٖ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ إِلَّا
خَـرَّتْ خَـطَـايَـا وَجْهِهٖ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ
يَـدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ
ثُـمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهٗ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهٖ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ
الْـمَـآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ
مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ
وَمَـجَّـدَهٗ بِـالَّـذِي هُـوَ لَهٗ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهٗ لِلّٰهِ إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ
خَـطِـيْـئَتِهٖ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ فَحَدَّثَ عَمْرُو بْنُ عَنْبَسَةَ بِهٰذَا
الْحَدِيثِ أَبَاأُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهٗ أَبُو
أُمَـامَةَ يَا عَمْرَو بْنَ عَنْبَسَةَ انْظُرْ مَا تَقُولُ فِي مَقَامٍ وَاحِدٍ يُعْطٰى

هٰذَا الرَّجُلُ فَقَالَ عَمْرٌو يَا أَبَا أُمَامَةَ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَرَقَّ عَظْمِي وَاقْتَرَبَ أَجَلِي وَمَا بِي حَاجَةٌ أَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ مَا حَدَّثْتُ بِهِ أَبَدًا وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهٗ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ .))

''اور سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں جب اپنے دورِ جاہلیت میں تھا تو (یہ بات) سمجھتا تھا کہ سب لوگ گمراہ ہیں اور جب وہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں تو کسی (سچی) چیز (دین) پر نہیں، پھر میں نے مکہ کے ایک آدمی کے بارے میں سنا کہ وہ بہت سی باتوں کی خبر دیتا ہے۔ میں اپنی سواری پر بیٹھا اور ان کے پاس آ گیا، اس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپے ہوئے تھے، آپ کی قوم (کے لوگ) آپ کے خلاف دلیر اور جری تھے۔ میں ایک لطیف تدبیر اختیار کر کے مکہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں نبی ہوں۔'' میں نے پوچھا: نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔'' میں نے کہا: آپ کو کیا (پیغام) دے کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے صلہ رحمی، بتوں کو توڑنے، اللہ تعالیٰ کو ایک قرار دینے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانے (کا پیغام) دے کر بھیجا ہے۔ میں نے آپ سے پوچھا: آپ کے ساتھ اس (دین) پر اور کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک آزاد اور ایک غلام۔ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ کے ساتھ اس وقت ایمان لانے والوں میں سے ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے کہا: میں بھی آپ کا متبع ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے آج کل کے حالات

1 صحيح مسلم، كتاب فضائل القرآن، رقم: 1930.

میں ایسا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ کیا تم میرا اور لوگوں کا حال نہیں دیکھتے؟ لیکن (ان حالات میں) تم اپنے گھر کی طرف لوٹ جاؤ اور جب میرے بارے میں سنو کہ میں غالب آ گیا ہوں تو میرے پاس آ جانا۔ عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تو میں اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ گیا۔ اور (بعد ازاں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے۔ میں اپنے گھر ہی میں تھا، جب آپ مدینہ تشریف لائے تو میں بھی خبریں لینے اور لوگوں سے آپ کے حالات پوچھنے میں لگ گیا۔ حتیٰ کہ میرے پاس اہل یثرب (مدینہ والوں) میں سے کچھ لوگ آئے تو میں نے پوچھا: یہ شخص جو مدینہ میں آیا ہے اس نے کیا کچھ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: لوگ تیزی سے ان (کے دین) کی طرف بڑھ رہے ہیں، ان کی قوم نے ان کو قتل کرنا چاہا تھا لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ اس پر میں مدینہ آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، تم وہی ہو ناں جو مجھ سے مکہ میں ملے تھے؟'' میں نے عرض کی: جی ہاں، اور پھر پوچھا: اے اللہ کے نبی! مجھے وہ (سب) بتائیے جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اور میں اس سے ناواقف ہوں، مجھے نماز کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا: ''صبح کی نماز پڑھو اور پھر نماز سے رک جاؤ حتیٰ کہ سورج نکل کر بلند ہو جائے کیونکہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو شیطان (اپنے سینگوں کو آگے کر کے یوں دکھاتا ہے جیسے وہ اُس) کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اس (سورج) کو سجدہ کرتے ہیں، اس کے بعد نماز پڑھو کیونکہ نماز کا مشاہدہ ہوتا ہے اور اس میں (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں، یہاں تک کہ جب نیزے کا سایہ اس کے ساتھ لگ جائے (سورج بالکل سر پر آ جائے) تو پھر نماز سے رک جاؤ کیونکہ اس وقت جہنم کو ایندھن سے بھر کر بھڑکایا

جاتا ہے، پھر جب سایہ آگے آ جائے (سورج ڈھل جائے) تو نماز پڑھو کیونکہ نماز کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور اس میں حاضری دی جاتی ہے حتیٰ کہ تم عصر سے فارغ ہو جاؤ، پھر نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج (پوری طرح) غروب ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں میں غروب ہوتا ہے اور اس وقت کافر اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر میں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! تو وضو؟ مجھے اس کے بارے میں بھی بتائیے۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی وضو کے لیے پانی اپنے قریب کرتا ہے، پھر کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی کھینچ کر اسے جھاڑتا ہے تو اس سے اس کے چہرے، منہ اور ناک کے نتھنوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ اللہ کے حکم کے مطابق اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو لازماً اس کے چہرے کے گناہ بھی پانی کے ساتھ اس کی داڑھی کے کناروں سے گر جاتے ہیں، پھر وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں (کے اوپر) تک دھوتا ہے تو لازماً اس کے ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ اس کے پوروں سے گر جاتے ہیں، پھر اگر وہ کھڑا ہوا، نماز پڑھی اور اللہ کے شایانِ شان اس کی حمد و ثنا اور بزرگی بیان کی اور اپنا دل اللہ کے لیے (ہر قسم کے دوسرے خیالات و تصورات سے) خالی کر لیا تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکلتا ہے جس طرح اس وقت تھا جس دن اس کی ماں نے اسے (ہر قسم کے گناہوں سے پاک) جنا تھا۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ایک اور) صحابی سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے عمرو بن عبسہ! دیکھ لو تم کیا کہہ رہے ہو، ایک ہی جگہ اس آدمی کو اتنا کچھ عطا کر دیا جاتا ہے! اس پر عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوامامہ! میری عمر بڑھ گئی ہے، میری ہڈیاں نرم ہو گئی ہیں اور میری موت کا وقت بھی قریب آ چکا ہے اور مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ اللہ پر جھوٹ بولوں اور

اس کے رسول پر جھوٹ بولوں، اگر میں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے ایک، دو، تین- حتیٰ کہ انھوں نے سات بار شمار کیا- بار نہ سنا ہوتا تو میں اس حدیث کو کبھی بیان نہ کرتا بلکہ میں نے تو اسے آپ ﷺ سے اس سے بھی زیادہ بار سنا ہے۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صرف اللہ عزوجل کی امان پر خوش

حدیث 17

((وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنَا لَكَ جَارٌ ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجِوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَقَالُوا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ أَبَا بَكْرٍ

فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِينَا
بِذَلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهِ فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَائَنَا وَأَبْنَائَنَا فَقَالَ
ذَلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذَلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي
دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهِ وَلَا يَقْرَأُ فِي غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَا لِأَبِي
بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ
فَيَنْقَذِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ
وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ
الْقُرْآنَ وَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَرْسَلُوا إِلَى
ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ
عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَقَدْ جَاوَزَ ذَلِكَ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ
دَارِهِ فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِ وَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَائَنَا
وَأَبْنَائَنَا فَانْهَهُ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ
فَعَلَ وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ بِذَلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا
قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ قَالَتْ
عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي
عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ
ذِمَّتِي فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ
عَقَدْتُ لَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضَى بِجِوَارِ
اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .))[1]

''اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے

[1] صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، رقم :3905.

والدین کو دین حق کی پیروی کرتے ہوئے ہی دیکھا ہے اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ صبح و شام دونوں وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس نہ آتے ہوں۔ پھر جب مسلمانوں کو سخت اذیت دی جانے لگی تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کی نیت سے (مکہ سے) نکلے۔ جب وہ برک الغماد کے مقام پر پہنچے تو انھیں ابن دغنہ ملا جو قبیلۂ قارہ کا سردار تھا۔ اس نے پوچھا: اے ابوبکر! کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ زمین کی سیر و سیاحت کروں اور اپنے رب کی یکسوئی سے عبادت کروں۔ ابن دغنہ کہنے لگا: تمھارے جیسا شخص نہ تو نکلنے پر مجبور ہوسکتا ہے اور نہ اسے کوئی نکال ہی سکتا ہے کیونکہ ضرورت مند محتاج لوگوں کے پاس جو چیز نہیں ہوتی تم انھیں مہیا کرتے ہو، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہو، ناداروں کی کفالت اور مہمانوں کی ضیافت کرتے ہو اور راہ حق میں اگر کسی کو مصیبت آئے تو تم اس کی مدد کرتے ہو، لہٰذا میں تمھیں پناہ دیتا ہوں تم (مکہ) لوٹ چلو اور اپنے شہر میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرو۔ چنانچہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ابن دغنہ کے ساتھ مکہ واپس آ گئے۔ اس کے بعد ابن دغنہ رات کے وقت قریش کے سرداروں سے ملا اور ان سے کہا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جیسا شخص نہ تو نکلنے پر مجبور ہوسکتا ہے اور نہ اسے کوئی نکال ہی سکتا ہے، کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو لوگوں کو وہ چیزیں مہیا کرتا ہے جو ان کے پاس نہیں ہوتیں، وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک اور بے کسوں کی کفالت کرتا ہے، مہمان نوازی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے اور جب کبھی کسی کو راہ حق میں تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی مدد کرتا ہے۔ الغرض قریش نے ابن دغنہ کی پناہ کو مسترد نہ کیا۔ البتہ اس سے کہا کہ تم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہہ دو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں اور وہیں نماز یا جو

چاہیں ادا کریں۔ علانیہ یہ کام کرکے ہمارے لیے اذیت کا باعث نہ بنیں کیونکہ یہ کام علانیہ کرنے سے ہمیں اپنی عورتوں اور بچوں کے بگڑنے کا اندیشہ ہے۔ ابن دغنہ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام پہنچا دیا تو انھوں نے اس شرط کے مطابق مکہ میں دوبارہ رہائش رکھ لی، چنانچہ وہ اپنے گھر میں اپنے پروردگار کی عبادت کرتے۔ نہ تو نماز علانیہ ادا کرتے اور نہ اپنے گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ تلاوت ہی کرتے۔ پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا تو انھوں نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنائی، وہاں نماز ادا کرتے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے۔ پھر ایسا ہوا کہ مشرکین کی عورتیں اور بچے بکثرت ان کے پاس جمع ہوجاتے، سب کے سب تعجب کرتے اور ان کی طرف متوجہ رہتے۔ چونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑی گریہ و زاری کرنے والے شخص تھے، جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو انھیں اپنی آنکھوں پر قابو نہیں رہتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر سردارانِ قریش گھبرا گئے۔ بالآخر انھوں نے ابن دغنہ کو بلا بھیجا۔ اس کے آنے پر انھوں نے شکایت کی کہ ہم نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو تمھاری وجہ سے اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں مگر انھوں نے اس سے تجاوز کرتے ہوئے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی ہے جس میں علانیہ نماز ادا کرتے اور قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، ہمیں اندیشہ ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے بگڑ جائیں گے، لہٰذا تم انھیں منع کرو اور اگر وہ اسے منظور کرلیں کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں تو امان برقرار ہے، اگر نہ مانیں اور اس پر ضد کریں کہ علانیہ عبادت کریں گے تو تم اپنی پناہ ان سے واپس مانگ لو کیونکہ ہم لوگ تمھاری پناہ توڑنا پسند نہیں کرتے لیکن ہم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی علانیہ عبادت کسی صورت بھی برقرار نہیں رکھ سکتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ابن

دغنہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: تمھیں معلوم ہے کہ میں نے تم سے کس بات پر معاہدہ کیا تھا، لہٰذا تم اس پر قائم رہو یا پھر میری امان مجھے واپس کرو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ عرب کے لوگ یہ خبر سنیں کہ جس کو میں نے امان دی تھی اسے پامال کر دیا گیا ہے۔ اس پر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تیری امان واپس کرتا ہوں اور میں صرف اللہ عزوجل کی امان پر خوش ہوں۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ

حدیث 18

((وَحَدَّثَنِی عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَخْبِرْنِی بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّی بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِی مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَوَی ثَوْبَهُ فِی عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا، فَأَقْبَلَ أَبُوبَكْرٍ، فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ، وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَائَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾.))[1]

''جلیل القدر تابعی عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ سخت معاملہ مشرکین نے کیا کیا تھا؟ انھوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی مُعَیط آیا اور اس نے آپ کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن میں اپنا کپڑا لپیٹ دیا پھر اس کپڑے سے بڑی سختی کے ساتھ آپ کا گلا

[1] صحيح البخاري، كتاب التفسير، رقم: 4815.

گھونٹنے لگا۔ اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ انھوں نے اس (بدبخت) کا کندھا پکڑ کر (اسے) آپ ﷺ سے دور کیا اور کہا: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَائَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ (المومن: 28)
''کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے جبکہ وہ تمھارے رب کے پاس سے (اپنی سچائی کے لیے) روشن دلائل لے کر آیا ہے۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو کھانا کھلانا

حدیث 19

(وَعَنْ اَبِی ذَرٍّ خَرَجْنَا مِنْ قَوْمِنَا غِفَارٍ وَكَانُوا يُحِلُّونَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ فَخَرَجْتُ اَنَا وَاَخِي اُنَيْسٌ وَاُمُّنَا فَنَزَلْنَا عَلَى خَالٍ لَنَا فَاَكْرَمَنَا خَالُنَا وَاَحْسَنَ اِلَيْنَا فَحَسَدَنَا قَوْمُهٗ فَقَالُوا اِنَّكَ اِذَا خَرَجْتَ عَنْ اَهْلِكَ خَالَفَ اِلَيْهِمْ اُنَيْسٌ فَجَآءَ خَالُنَا فَنَثَا عَلَيْنَا الَّذِي قِيلَ لَهٗ فَقُلْتُ اَمَّا مَا مَضَى مِنْ مَعْرُوفِكَ فَقَدْ كَدَّرْتَهٗ وَلَا جِمَاعَ لَكَ فِيمَا بَعْدُ فَقَرَّبْنَا صِرْمَتَنَا فَاحْتَمَلْنَا عَلَيْهَا وَتَغَطّٰى خَالُنَا ثَوْبَهٗ فَجَعَلَ يَبْكِي فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا بِحَضْرَةِ مَكَّةَ فَنَافَرَ اُنَيْسٌ عَنْ صِرْمَتِنَا وَعَنْ مِثْلِهَا فَاَتَيَا الْكَاهِنَ فَخَيَّرَ اُنَيْسًا فَاَتَانَا اُنَيْسٌ بِصِرْمَتِنَا وَمِثْلِهَا مَعَهَا قَالَ وَقَدْ صَلَّيْتُ يَا ابْنَ اَخِي اَنْ اَلْقٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِثَلَاثِ سِنِينَ قُلْتُ لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ قُلْتُ فَاَيْنَ تَوَجَّهُ قَالَ اَتَوَجَّهُ حَيْثُ يُوَجِّهُنِي رَبِّي اُصَلِّي عِشَآءً حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ اُلْقِيتُ كَاَنِّي خِفَآءٌ حَتّٰى تَعْلُوَنِي الشَّمْسُ فَقَالَ اُنَيْسٌ اِنَّ لِي حَاجَةً بِمَكَّةَ فَاكْفِنِي فَانْطَلَقَ اُنَيْسٌ حَتّٰى اَتٰى

مَـكَّةَ فَـرَاثَ عَـلَـيَّ ثُـمَّ جَاءَ فَقُلْتُ مَا صَنَعْتَ قَالَ لَقِيتُ رَجُلًا بِـمَـكَّةَ عَـلَى دِينِكَ يَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَهٗ قُلْتُ فَمَا يَقُوْلُ النَّاسُ قَـالَ يَقُولُونَ شَاعِرٌ كَاهِنٌ سَاحِرٌ وَكَانَ أُنَيْسٌ اَحَدَ الشُّعَرَآءِ قَالَ أُنَيْـسٌ لَـقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ فَمَا هُوَ بِقَوْلِهِمْ وَلَقَدْ وَضَعْتُ قَـوْلَـهٗ عَـلَـى اَقْـرَاءِ الشِّعْرِ فَمَا يَلْتَئِمُ عَلَى لِسَانِ اَحَدٍ بَعْدِى اَنَّهٗ شِـعْرٌ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَصَادِقٌ وَاِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ قَالَ قُلْتُ فَاكْفِنِى حَتّٰى اَذْهَـبَ فَاَنْظُرَ قَالَ فَاَتَيْتُ مَكَّةَ فَتَضَعَّفْتُ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَقُلْتُ اَيْنَ هٰـذَا الَّذِى تَدْعُونَهُ الصَّابِئَ فَاَشَارَ اِلَيَّ فَقَالَ الصَّابِئَ فَمَالَ عَلَىَّ اَهْـلُ الْـوَادِى بِكُلِّ مَدَرَةٍ وَعَظْمٍ حَتّٰى خَرَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَيَّ قَالَ فَـارْتَـفَـعْـتُ حِينَ ارْتَفَعْتُ كَاَنِّى نُصُبٌ اَحْمَرُ قَالَ فَاَتَيْتُ زَمْزَمَ فَغَسَلْتُ عَنِّى الدِّمَآءَ وَشَرِبْتُ مِنْ مَآئِهَا وَلَقَدْ لَبِثْتُ يَا ابْنَ اَخِى ثَلَاثِيـنَ بَيْـنَ لَيْـلَةٍ وَيَوْمٍ مَا كَانَ لِى طَعَامٌ اِلَّا مَآءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰـى تَـكَـسَّـرَتْ عُـكَنُ بَطْنِى وَمَا وَجَدْتُ عَلَى كَبِدِى سُخْفَةَ جُوعٍ قَالَ فَبَيْنَا اَهْلِ مَكَّةَ فِى لَيْلَةٍ قَمْرَآءَ اِضْحِيَانَ اِذْ ضُرِبَ عَلَى اَسْـمِـخَتِهِـمْ فَـمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ اَحَدٌ وَامْرَاَتَيْنِ مِنْهُمْ تَدْعُوَانِ اِسَـافًا وَنَائِلَةَ قَالَ فَاَتَتَا عَلَيَّ فِى طَوَافِهِمَا فَقُلْتُ اَنْكِحَا اَحَدَهُمَا الْاُخْـرٰى قَـالَ فَمَا تَنَاهَتَا عَنْ قَوْلِهِمَا قَالَ فَاَتَتَا عَلَيَّ فَقُلْتُ هَنٌ مِثْـلُ الْـخَشَبَةِ غَيْـرَ اَنِّـى لَا اَكْنِى فَانْطَلَقَتَا تُوَلْوِلَانِ وَتَقُولَانِ لَوْ كَـانَ هَـاهُـنَـا اَحَدٌ مِّنْ اَنْفَارِنَا قَالَ فَاسْتَقْبَلَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُـوبَـكْـرٍ وَهُمَا هَابِطَانِ قَالَ ((مَا لَكُمَا)) قَـالَتَا الصَّابِئُ بَيْنَ الْـكَعْبَةِ وَاَسْتَارِهَا قَالَ ((مَا قَالَ لَكُمَا)) قَـالَتَا اِنَّهٗ قَالَ لَنَا كَلِمَةً

تَـمْلَاُ الْفَمَ وَجَآءَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰـی اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَطَافَ
بِـالْبَيْـتِ هُـوَ وَصَاحِبُهٗ ثُمَّ صَلّٰی فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَهٗ قَالَ اَبُوذَرٍّ
فَـكُـنْـتُ اَنَـا اَوَّلَ مَـنْ حَيَّـاهُ بِتَحِيَّةِ الْاِسْلَامِ قَالَ فَقُلْتُ السَّلَامُ
عَـلَيْكَ يَـا رَسُـولَ اللّٰهِ فَقَالَ ((وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ)) ثُمَّ قَالَ
((مَنْ اَنْتَ)) قَـالَ قُـلْـتُ مِـنْ غِـفَارٍ قَالَ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ فَوَضَعَ
اَصَـابِعَهٗ عَلٰى جَبْهَتِهٖ فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِی كَرِهَ اَنِ انْتَمَيْتُ اِلٰى غِفَارٍ
فَـذَهَبْتُ آخُذُ بِيَدِهٖ فَقَدَعَنِی صَاحِبُهٗ وَكَانَ اَعْلَمَ بِهٖ مِنِّی ثُمَّ رَفَعَ
رَاْسَهٗ ثُمَّ قَالَ ((مَتٰى كُنْتَ هَاهُنَا)) قَالَ قُلْتُ قَدْ كُنْتُ هَاهُنَا مُنْذُ
ثَلَاثِيْـنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ قَالَ ((فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ)) قَالَ قُلْتُ مَا
كَانَ لِی طَعَامٌ اِلَّا مَآءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِی
وَمَـا اَجِدُ عَلٰى كَبِدِی سُخْفَةَ جُوعٍ قَالَ ((اِنَّهَا مُبَارَكَةٌ اِنَّهَا طَعَامُ
طُعْمٍ)) فَـقَـالَ اَبُو بَكْرٍ يَارَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِی فِیْ طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ
فَـانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُـو بَكْرٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا فَفَتَحَ اَبُو
بَـكْـرٍ بَابًا فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَبِيبِ الطَّآئِفِ وَكَانَ ذٰلِكَ اَوَّلَ
طَـعَـامٍ اَكَـلْتُهٗ بِهَا ثُمَّ غَبَرْتُ مَا غَبَرْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ
فَـقَـالَ ((اِنَّهٗ قَدْ وُجِّهَتْ لِی اَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ لَا اُرَاهَا اِلَّا يَثْرِبَ
فَهَـلْ اَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّی قَوْمَكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَاْجُرَكَ
فِيهِمْ)) فَـاَتَيْـتُ اُنَيْسًـا فَـقَـالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ صَنَعْتُ اَنِّی قَدْ
اَسْـلَمْتُ وَصَدَّقْتُ قَالَ مَا بِی رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكَ فَاِنِّی قَدْ اَسْلَمْتُ
وَصَـدَّقْتُ فَـاَتَيْـنَا اُمَّنَا فَقَالَتْ مَا بِی رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكُمَا فَاِنِّی قَدْ
اَسْـلَـمْـتُ وَصَـدَّقْـتُ فَاحْتَمَلْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا فَاَسْلَمَ

نِصْفُهُمْ وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ اَيْمَآءُ بْنُ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ وَكَانَ سَيِّدَهُمْ وَقَالَ نِصْفُهُمْ اِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ اَسْلَمْنَا فَقَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَاَسْلَمَ نِصْفُهُمْ الْبَاقِي وَجَآئَتْ اَسْلَمُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِخْوَتُنَا نُسْلِمُ عَلَى الَّذِي اَسْلَمُوا عَلَيْهِ فَاَسْلَمُوا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ)) [1]

''اور سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنی قوم غفار کے ساتھ تھے، وہ لوگ حرمت والے مہینوں کو بھی حلال سمجھتے تھے۔ میں، میرا بھائی انیس اور میری ماں تینوں نکلے اور اپنے ماموں کے پاس ٹھہرے، انھوں نے ہماری بہت عزت اور خاطر مدارات کی، ان کی قوم ہم سے حسد کرنے لگی، انھوں نے ماموں سے کہا: جب تم اپنی بیوی کو چھوڑ کر جاتے ہو تو انیس اس سے بدکاری کرتا ہے پھر ہمارا ماموں آیا اور اس سے جو کچھ کہا گیا تھا، اس نے وہ الزام ہم پر لگایا۔ میں نے ان سے کہا: تم نے یہ الزام لگا کر اپنے کیے ہوئے احسانات کو بھی مکدر کر دیا، اس کے بعد ہم تمھارے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ ہم اپنے اونٹوں کے پاس آئے اور ان پر اپنا سامان لاد لیا، ہمارے ماموں نے کپڑا اوڑھ کر رونا شروع کر دیا، ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ کے سامنے اترے، انیس نے ہمارے اونٹوں اور اتنے ہی اور اونٹوں پر یہ شرط لگائی کہ کس کے اونٹ اچھے ہیں؟ پھر انیس اور وہ شخص کاہن کے پاس گئے، اس نے انیس کے اونٹوں کو اچھا قرار دیا، انیس ہمارے اونٹ اور اتنے اور اونٹ جیت کر لے گیا۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے (عبداللہ بن صامت سے) کہا: اے میرے بھتیجے! میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاقات

---

[1] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، رقم: 6359.

سے تین سال پہلے بھی نماز پڑھتا تھا۔عبد اللہ بن صامت نے پوچھا: کس کے لیے؟ انھوں نے کہا، اللہ کے لیے۔ میں (عبد اللہ) نے پوچھا: کس طرف منہ کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ جس طرف میرا منہ کر دیتا تھا میں عشاء کی نماز پڑھ لیتا تھا، حتیٰ کہ جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو میں اپنے آپ کو چادر کی طرح ڈال دیتا، حتیٰ کہ مجھ پر دھوپ آجاتی۔ بہرحال انیس نے کہا: مجھے مکہ میں کام ہے، تم یہاں رہو، میں جاتا ہوں۔ انیس مکہ چلے گئے اور واپس آنے میں دیر کردی۔ جب وہ آئے تو میں نے پوچھا: تم کیا کرتے رہے ہو؟ اس نے کہا: میری مکہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو تمھارے دین پر ہے، وہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے رسول بنایا ہے۔ میں نے پوچھا: اور لوگ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: لوگ اس کو شاعر، کاہن اور ساحر کہتے ہیں۔ انیس خود بھی ایک شاعر تھا۔ انیس نے کہا: میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے، اس کا کلام کاہنوں کی طرح نہیں ہے، میں نے اس کے کلام کا شاعروں کے کلام سے بھی موازنہ کیا لیکن کسی شخص کی زبان پر ایسے شعر نہیں آسکتے، واللہ! وہ سچا ہے اور لوگ جھوٹے ہیں۔ میں نے کہا: تم یہیں رہو، میں جا کر دیکھتا ہوں۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مکہ گیا اور اہل مکہ میں سے ایک کمزور شخص کو منتخب کیا، میں نے پوچھا، وہ شخص کہاں ہے جس کے متعلق تم یہ کہتے ہو کہ اس نے اپنا دین بدل لیا ہے؟ اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: یہ صابی (دین بدلنے والا ہے)۔ پھر تمام اہل وادی ہڈیوں اور ڈھیلوں کے ساتھ مجھ پر پل پڑے، حتیٰ کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا، پھر جب مجھے ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں (بکثرت خون بہنے کی وجہ سے) سرخ رنگ کا بت ہوں، میں نے زم زم کے پاس آ کر خون دھویا اور پانی پیا۔ میں وہاں تیس دن رات تک رہا، اس وقت زم زم کے پانی کے سوا میری کوئی اور

خوراک نہیں تھی، میں اس قدر موٹا ہوگیا کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہوگئیں، اور میں نے اپنے جگر میں بھوک کی شدت محسوس نہیں کی۔ایک چاندنی رات کو جب اہل مکہ سو گئے، اس وقت بیت اللہ کا کوئی طواف نہیں کر رہا تھا، صرف دو عورتیں اساف اور نائلہ (بت) کو پکار رہی تھیں، وہ طواف کرتے کرتے میرے پاس آئیں۔ میں نے کہا: (اساف اور نائلہ میں سے) ایک کا دوسرے کے ساتھ نکاح کر دو۔ یہ سن کر بھی وہ اپنے پکارنے سے باز نہیں آئیں۔ جب وہ پھر میرے پاس آئیں تو میں نے کہا: فرج میں لکڑی کیونکہ میں اشارہ کنایہ سے بات نہیں کرتا تھا (اس لیے اساف اور نائلہ کو سیدھی گالی دی)۔ یہ سن کر وہ دونوں عورتیں چلاّتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی گئیں کہ کاش! ہمارے لوگوں میں سے اس وقت کوئی ہوتا۔ راستہ میں ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے۔ وہ پہاڑی سے اتر رہے تھے، آپ نے فرمایا: تمھیں کیا ہوا؟ وہ کہنے لگیں: ایک صابی آیا ہے جو کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔آپ نے پوچھا: اس نے تم سے کیا کہا؟ انھوں نے کہا: وہ ایسی بات کہتا ہے جس سے منہ بھر جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ آئے، آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، اور آپ نے اور آپ کے صاحب (ابوبکر) نے بیت اللہ کا طواف کیا پھر نماز پڑھی، جب آپ نے نماز پوری کر لی تو میں پہلا شخص تھا جس نے اسلام کے طریقہ سے سلام کیا، میں نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ۔ پھر فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: غفار سے ہوں، آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر انگلیاں اپنی پیشانی پر رکھیں۔ میں نے دل میں سوچا کہ شاید آپ کو میرا غفار سے ہونا ناپسند ہوا ہو۔ میں آپ کا ہاتھ پکڑنے کے لیے بڑھا لیکن آپ کے صاحب (ابوبکر) نے مجھے روک دیا جو مجھ سے زیادہ آپ کا حال جانتا تھا۔ پھر آپ نے

اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: تم کب سے یہاں ہو۔ میں نے کہا: مجھے یہاں تیس دن رات ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تمھیں کھانا کون کھلاتا ہے؟ میں نے کہا: زم زم کے پانی کے سوا میرا اور کوئی طعام نہیں ہے، میں اس قدر موٹا ہو گیا ہوں کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہو گئی ہیں اور میرے جگر میں بھوک کی کمزوری نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: زم زم کا پانی برکت والا ہے، یہ پیٹ بھرنے والا کھانا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے کہ اس کو آج رات میں کھانا کھلاؤں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ چل پڑے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا، اور اس میں سے ہمارے لیے طائف کی کشمش نکالی، یہ مکہ میں پہلا طعام تھا جسے میں نے کھایا، پھر میں نے بچا دیا جو بچا دیا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: مجھے کھجوروں والی ایک زمین دکھائی گئی ہے، میرا خیال ہے کہ وہ یثرب (مدینہ) ہی ہے، کیا تم اپنی قوم کو میری طرف سے (دین اسلام کا) پیغام پہنچاؤ گے؟ شاید اللہ تعالیٰ تمھاری وجہ سے ان کو نفع دے اور تمھیں اجر و ثواب عطا فرمائے۔ پھر میں انیس کے پاس پہنچا، اس نے پوچھا: تم کیا کرتے رہے؟ میں نے کہا: میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، اور اس (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کر دی ہے۔ اس نے کہا: مجھے بھی تمھارے دین سے نفرت نہیں ہے، میں بھی مسلمان ہو چکا ہوں، اور تصدیق کر چکا ہوں۔ پھر ہم اپنی والدہ کے پاس آئے۔ اس نے کہا: مجھے بھی تمھارے دین سے نفرت نہیں ہے، میں بھی اسلام لاتی ہوں اور تصدیق کرتی ہوں۔ ہم نے اونٹوں پر اپنا سامان لادا اور اپنی قوم بنو غفار کے پاس پہنچے۔ ان میں سے آدھے لوگ مسلمان ہو گئے۔ ان لوگوں کے سردار اور امام ایماء بن رحضہ الغفاری تھے۔ باقی آدھے لوگوں نے یہ کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف

لائیں گے، تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو باقی آدھے بھی مسلمان ہو گئے، پھر قبیلہ اسلم کے لوگ آئے اور انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم بھی اپنے بھائیوں کی طرح اسلام قبول کرتے ہیں۔ پھر وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اسلم کو سلامت رکھے۔''

رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سفرِ ہجرت

حدیث 20

((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنَا لَكَ جَارٌ ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ

وَيَـحْـمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِى الضَّيْفَ وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ
تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجِوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَقَالُوا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ أَبَا بَكْرٍ
فَـلْيَـعْبُـدْ رَبَّـهُ فِـى دَارِهِ فَـلْيُصَلِّ فِيهَا وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِينَا
بِـذَلِكَ وَلَا يَسْتَـعْلِنْ بِهِ فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَائَنَا وَأَبْنَائَنَا فَقَالَ
ذَلِكَ ابْـنُ الـدَّغِنَةِ لِأَبِى بَكْرٍ فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذَلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِى
دَارِهِ وَلَا يَسْتَـعْـلِـنُ بِصَلَاتِهِ وَلَا يَقْرَأُ فِى غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَا لِأَبِى
بَـكْـرٍ فَـابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَكَانَ يُصَلِّى فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ
فَيَـنْـقَـذِفُ عَـلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ
وَيَـنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ
الْـقُرْآنَ وَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَرْسَلُوا إِلَى
ابْـنِ الـدَّغِـنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ
عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِى دَارِهِ فَقَدْ جَاوَزَ ذَلِكَ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ
دَارِهِ فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَائَةِ فِيهِ وَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَائَنَا
وَأَبْـنَـائَـنَا فَانْهَهُ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِى دَارِهِ
فَـعَلَ وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ بِذَلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا
قَـدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّينَ لِأَبِى بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ قَالَتْ
عَـائِشَةُ فَـأَتَـى ابْـنُ الدَّغِنَةِ إِلَى أَبِى بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِى
عَـاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ
ذِمَّتِى فَـإِنِّـى لَا أُحِـبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّى أُخْفِرْتُ فِى رَجُلٍ
عَقَدْتُ لَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنِّى أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضَى بِجِوَارِ

اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ
لِلْمُسْلِمِينَ إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ
وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ
كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قِبَلَ
الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ
يُؤْذَنَ لِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَهَلْ تَرْجُو ذَلِكَ بِأَبِي أَنْتَ قَالَ نَعَمْ
فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ
رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبَطُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ
ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ
فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هَذَا
رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا فَقَالَ أَبُو
بَكْرٍ فِدَاءٌ لَهُ أَبِي وَأُمِّي وَاللّٰهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ
قَالَتْ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا هُمْ
أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ
فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: الصَّحَابَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِحْدَى
رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالثَّمَنِ قَالَتْ عَائِشَةُ
فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ
فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى

فَمِ الْجِرَابِ فَبِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقِ قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفِهِمَا حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا وَالْخِرِّيتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاحِلِ .))[1]

’’اور نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو میں نے اپنے ماں باپ کو دین اسلام پر ہی پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں رسولِ کریم ﷺ ہمارے گھر صبح و شام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں، پھر جب (مکہ میں) مسلمانوں کو ستایا جانے لگا تو سیّدنا

[1] صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، رقم :3905.

ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی ہجرت کا ارادہ کر کے نکلے ۔ جب آپ مقام برک الغماد پر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ابن الدغنہ سے ہوئی جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا۔اس نے پوچھا ابوبکر رضی اللہ عنہ! کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ملک ملک کی سیاحت کروں (اور آزادی کے ساتھ)اپنے رب کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم جیسے انسان کو اپنے وطن سے نہ خود نکلنا چاہیے اور نہ اسے نکالا جانا چاہیے۔تم محتاجوں کی مدد کرتے ہو،صلہ رحمی کرتے ہو۔ بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو اور حق پر قائم رہنے کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتے ہو، میں تمہیں پناہ دیتا ہوں واپس چلو اور اپنے شہر ہی میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ چنانچہ وہ واپس آ گئے اور ابن الدغنہ بھی آپ کے ساتھ واپس آیا۔اس کے بعد ابن الدغنہ قریش کے تمام سرداروں کے یہاں شام کے وقت گیا اور سب سے اس نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو نہ خود نکلنا چاہیے اور نہ اسے نکالا جانا چاہیے کیا تم ایسے شخص کو نکال دو گے جو محتاجوں کی امداد کرتا ہے ، صلہ رحمی کرتا ہے ، بے کسوں کا بوجھ اٹھاتا ہے ، مہمان نوازی کرتا ہے اور حق کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتا ہے؟ قریش نے ابن الدغنہ کی پناہ سے انکار نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہہ دو، کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں ، وہیں نماز پڑھیں اور جو جی چاہے وہیں پڑھیں ، اپنی عبادات سے ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں ، اس کا اظہار نہ کریں کیونکہ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ یہ باتیں ابن الدغنہ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی آ کر کہہ دیں کچھ دنوں تک تو آپ اس پر قائم رہے اور اپنے گھر کے اندر ہی اپنے رب

کی عبادت کرتے رہے، نہ نماز برسرعام پڑھتے اور نہ اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ تلاوت قرآن کرتے تھے لیکن پھر انہوں نے کچھ سوچا اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لیے ایک جگہ بنائی جہاں آپ نے نماز پڑھنی شروع کی اور تلاوت قرآن بھی وہیں کرنے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں مشرکین کی عورتوں اور بچوں کا مجمع ہونے لگا۔ وہ سب حیرت اور پسندیدگی کے ساتھ دیکھتے رہا کرتے تھے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل انسان تھے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو آنسوؤں کو روک نہ سکتے تھے۔ اس صورت حال سے مشرکین قریش کے سردار گھبرا گئے اور انہوں نے ابن الدغنہ کو بلا بھیجا، جب ابن الدغنہ آ گیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے ابوبکر کے لیے تمہاری پناہ اس شرط کے ساتھ تسلیم کی تھی کہ اپنے رب کی عبادت وہ اپنے گھر کے اندر کیا کریں لیکن انہوں نے شرط کی خلاف ورزی کی ہے اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لیے ایک جگہ بنا کر برسرعام نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کرنے لگے ہیں۔ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنے میں نہ مبتلا ہو جائیں اس لیے تم انہیں روک دو، اگر انہیں یہ شرط منظور ہو کہ اپنے رب کی عبادت صرف اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ اظہار ہی کریں تو ان سے کہو کہ تمہاری پناہ واپس دے دیں، کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری دی ہوئی پناہ میں ہم دخل اندازی کریں لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس اظہار کو بھی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ابن الدغنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا اور کہا کہ جس شرط کے ساتھ میں نے آپ کے ساتھ عہد کیا تھا وہ آپ کو معلوم ہے، اب یا آپ اس شرط پر قائم رہیے یا پھر میرے عہد کو واپس کیجئے کیونکہ یہ مجھے گوارا نہیں کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک

شخص کو پناہ دی تھی ۔لیکن اس میں (قریش کی طرف سے)دخل اندازی کی گئی ۔ اس پر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری پناہ واپس کرتا ہوں اور اپنے رب عزوجل کی پناہ پر راضی ہوں ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکہ میں تشریف رکھتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ ''تمہاری ہجرت کی جگہ مجھے خواب میں دکھائی گئی ہے وہاں کھجور کے باغات ہیں اور دو پتھریلے میدانوں کے درمیان واقع ہے''، چنانچہ جنہیں ہجرت کرنا تھا انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جو لوگ سر زمین حبشہ کی ہجرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ چلے آئے، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ ہجرت کی تیاری شروع کر دی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ '' کچھ دنوں کے لیے توقف کرو مجھے توقع ہے کہ ہجرت کی اجازت مجھے بھی مل جائے گی۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی توقع ہے، میرے باپ آپ پر فدا ہوں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقتِ سفر کے خیال سے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور وہ اونٹیوں کو جو ان کے پاس تھیں کیکر کے پتے کھلا کر تیار کرنے لگے چار مہینے تک ۔ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ایک دن ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے بھری دوپہر تھی کہ کسی نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ سر پر رومال ڈالے تشریف لا رہے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ہمارے یہاں اس وقت آنے کا نہیں تھا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا ہوں ۔ ایسے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص وجہ سے ہی تشریف لائے ہوں گے، انہوں نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی ، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''اس وقت یہاں سے تھوڑی

دیر کے لیے سب کو اٹھا دو۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہاں اس وقت تو سب گھر کے ہی آدمی ہیں، میرے باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا کہ ''مجھے ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ! کیا مجھے رفاقت سفر کا شرف حاصل ہو سکے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ان دونوں میں سے ایک اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے لیجئے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لیکن قیمت سے''، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جلدی جلدی ان کے لیے تیاریاں شروع کر دیں اور کچھ توشہ ایک تھیلے میں رکھ دیا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اپنے پٹکے کے ٹکڑے کر کے تھیلے کا منہ اس سے باندھ دیا اور اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاقین (پٹکے والی) پڑ گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جبل ثور کے غار میں پڑاؤ کیا اور تین راتیں وہیں گزاریں عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رات وہیں جا کر گزارا کرتے تھے، یہ نوجوان بہت سمجھدار تھے اور ذہین بے حد تھے۔ سحر کے وقت وہاں سے نکل آتے اور صبح سویرے ہی مکہ پہنچ جاتے جیسے وہیں رات گزری ہو۔ پھر جو کچھ یہاں سنتے اور جس کے ذریعہ ان حضرات کے خلاف کاروائی کے لیے کوئی تدبیر کی جاتی تو اسے محفوظ رکھتے اور جب اندھیرا چھا جاتا تو تمام اطلاعات یہاں آ کر پہنچاتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ آپ ہر دو کے لیے قریب ہی دودھ دینے والی بکریاں چرایا کرتے تھے اور جب کچھ رات گزر جاتی تو اسے غار میں لاتے تھے۔ آپ اسی پر رات گزارتے اس دودھ کو گرم لوہے کے ذریعہ گرم کر لیا جاتا تھا۔ صبح منہ اندھیرے ہی عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غار سے نکل آتے تھے ان تین راتوں میں

روزانہ کا ان کا یہی دستور تھا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنی الدیل جو بنی عبد بن عدی کی شاخ تھی، کے ایک شخص کو راستہ بتانے کے لیے اجرت پر اپنے ساتھ رکھا تھا۔ یہ شخص راستوں کا بڑا ماہر تھا۔ آل عاص بن وائل سہمی کا یہ حلیف بھی تھا اور کفار قریش کے دین پر قائم تھا۔ ان بزرگوں نے اس پر اعتماد کیا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کر دیئے۔ قرار یہ پایا تھا کہ تین راتیں گزار کر یہ شخص غار ثور میں ان سے ملاقات کرے۔ چنانچہ تیسری رات کی صبح کو وہ دونوں اونٹ لے کر (آ گیا) اب عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور یہ راستہ بتانے والا ان حضرات کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے ساحل کے راستے سے ہوتے ہوئے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم

حدیث 21

((وَعَنِ الْبَرَاءِ يُحَدِّثُ قَالَ: ابْتَاعَ أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ قَالَ فَسَأَلَهُ عَازِبٌ عَنْ مَسِيرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أُخِذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ فَخَرَجْنَا لَيْلًا فَأَحْثَثْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ، ثُمَّ رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ فَأَتَيْنَاهَا وَلَهَا شَيْءٌ مِنْ ظِلٍّ، قَالَ: فَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَرْوَةً مَعِي ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ قَدْ أَقْبَلَ فِي غُنَيْمَةٍ يُرِيدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ؟ فَقَالَ: أَنَا لِفُلَانٍ فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ لَهُ: هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَخَذَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: انْفُضِ الضَّرْعَ، قَالَ: فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ

وَمَعِي إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ قَدْ رَوَّأْتُهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَشَرِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى رَضِيتُ، ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَالطَّلَبُ فِي إِثْرِنَا.))[1]

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے ایک پالان خریدا اور میں ان کے ساتھ اٹھا کر پہنچانے لایا تھا۔ انھوں نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عازب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سفر ہجرت کا حال پوچھا تو انھوں نے بیان کیا کہ چونکہ ہماری نگرانی ہو رہی تھی (یعنی کفار ہماری تاک میں تھے) اس لیے ہم (غار سے) رات کے وقت باہر آئے، اور پوری رات اور دن بھر بہت تیزی کے ساتھ چلتے رہے، جب دوپہر ہوئی تو ہمیں ایک چٹان دکھائی دی، ہم اس کے قریب پہنچے تو اس کی آڑ میں تھوڑا سا سایہ بھی موجود تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے ایک چمڑا بچھا دیا، جو میرے پاس تھا۔ آپ اس پر لیٹ گئے، اور میں قرب و جوار کی گرد جھاڑنے لگا۔ اتفاق سے ایک چرواہا نظر پڑا جو اپنی بکریوں کے تھوڑے سے ریوڑ کے ساتھ اسی چٹان کی طرف آ رہا تھا، اس کا مقصد اس چٹان سے وہی تھا جس کے لیے ہم یہاں آئے تھے (یعنی سایہ حاصل کرنا)۔ میں نے اس سے پوچھا: لڑکے! تو کس کا غلام ہے؟ اس نے بتایا کہ فلاں کا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا تم اپنی بکریوں سے کچھ دودھ نکال سکتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ پھر وہ اپنے ریوڑ سے ایک بکری لایا تو میں نے اس سے کہا کہ پہلے اس کا تھن جھاڑ لو۔ پھر اس نے کچھ دودھ دوہا۔ میرے پاس پانی کا ایک چھاگل تھا، اس کے منہ پر

[1] صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، رقم: 3917.

کپڑا بندھا ہوا تھا۔ یہ پانی میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے ساتھ لے رکھا تھا۔ وہ پانی میں نے اس دودھ پر اتنا ڈالا کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا تو میں اسے آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ کے رسول! دودھ نوش فرمایے۔ آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا جس سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد ہم نے پھر کوچ شروع کیا اور ڈھونڈنے والے لوگ ہماری تلاش میں تھے۔"

حدیث 22

((وَعَنْ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ يَقُولُ: جَائَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ وَلَكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَأَخَذْتُ رُمْحِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كِنَانَتِي فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ

فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لا فَخَرَجَ الَّذِى أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِى
وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِى حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَائَةَ رَسُولِ
اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ الِالْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا
فَرَسِى فِى الْأَرْضِ حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ
زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا
لِأَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِى السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ
بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِى أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوا فَرَكِبْتُ
فَرَسِى حَتَّى جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِى نَفْسِى حِينَ لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ
الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ
قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيدُ النَّاسُ
بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ فَلَمْ يَرْزَآنِى وَلَمْ يَسْأَلَانِى
إِلَّا أَنْ قَالَ أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِى كِتَابَ أَمْنٍ فَأَمَرَ عَامِرَ
بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِى رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيمٍ ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ
قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِى عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ
لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِى رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا تِجَارًا قَافِلِينَ مِنَ
الشَّأْمِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ وَسَمِعَ
الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ مَخْرَجَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوا
يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيرَةِ
فَانْقَلَبُوا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوتِهِمْ
أَوْفَى رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ
فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ

فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ أَنْ قالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يا مَعاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِى تَنْتَظِرُونَ فَثَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السِّلاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِى بَنِى عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذٰلِكَ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَامِتاً فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُحَيِّى أَبَا بَكْرٍ حَتَّى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِى بَنِى عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَأُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِى أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى وَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَسَارَ يَمْشِى مَعَهُ النَّاسُ حَتَّى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يُصَلِّى فِيهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِى حَجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ هٰذَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْغُلامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا فَقَالَا لَا بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَبَى رَسُولُ اللّٰهِ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِى بُنْيَانِهِ وَيَقُولُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرْ هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْآخِرَهْ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِنَ

الْـمُسْـلِمِيـنَ لَـمْ يُسَـمَّ لِـى قَـالَ ابْـنُ شِهَـابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا فِى الْأَحَـادِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَـمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍّ غَيْرَ هٰذَا الْأَبْيَاتِ .)) [1]

''اور سیدنا سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے جو رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس امر کا اعلان کر رہے تھے کہ جو شخص انھیں قتل کر دے یا زندہ گرفتار کر کے لائے تو ہر ایک کے بدلے ایک سو اونٹ اسے بطور انعام دیے جائیں گے، چنانچہ میں ایک وقت اپنی قوم بنو مدلج کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان میں سے ایک آدمی آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہو گیا جبکہ ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا: اے سراقہ! میں نے ابھی ابھی ساحل پر چند لوگ دیکھے ہیں۔ میں انھیں محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی خیال کرتا ہوں۔ سراقہ کہتے ہیں: میں سمجھ گیا کہ یہ وہی ہیں مگر میں نے ایسے ہی اس سے کہہ دیا کہ وہ نہیں ہوں گے بلکہ تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہو گا، جو ابھی ہمارے سامنے سے گئے ہیں، جو اپنا گم شدہ کوئی جانور تلاش کر رہے تھے۔ اس کے بعد میں تھوڑی دیر تک اس مجلس میں ٹھہرا رہا، پھر کھڑا ہوا اور اپنے گھر جا کر خادمہ سے کہا کہ وہ میرا گھوڑا لے کر باہر جائے، اور اسے ٹیلے کے پیچھے لے کر کھڑی رہے۔ پھر میں نے اپنا نیزہ سنبھالا اور مکان کی پچھلی جانب سے نکلا۔ نیزے کی نوک سے زمین پر خط لگا رہا تھا اور اس کا اوپر والا حصہ نیچے کیے ہوئے تھا۔ اس طرح میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور اس پر سوار ہو گیا۔ پھر اسے ہوا کی طرح سرپٹ دوڑایا تاکہ مجھے جلدی پہنچائے۔ لیکن جب میں ان کے قریب ہو گیا تو گھوڑے نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ میں

---

[1] صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، رقم :3906.

گھوڑے سے گر گیا۔ پھر میں کھڑا ہوا اور ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس میں سے تیر نکال کر فال لی کہ میں ان لوگوں کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں؟ تو وہ بات سامنے آئی جو مجھے ناگوار تھی، مگر میں پھر بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کی فال کو تسلیم نہ کیا۔ میرا گھوڑا مجھے لے کر پھر اتنا قریب پہنچ گیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قراءت سنی۔ آپ کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے جبکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ادھر ادھر بہت دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں میرے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور خود بھی اس کے اوپر سے گر پڑا۔ پھر میں نے گھوڑے کو ڈانٹا تو بڑی مشکل سے اس کے پاؤں نکلے، مگر جب وہ سیدھا ہوا تو اس کے اگلے دونوں پاؤں سے دھویں کی طرح غبار نمودار ہوا جو آسمان تک پھیل گیا۔ میں نے پھر تیروں سے فال لی تو وہی نکلا جسے میں برا جانتا تھا۔ آخر میں نے انھیں امان کے ساتھ آواز دی تو وہ ٹھہر گئے۔ پھر میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا اور جب مجھے ان تک پہنچنے میں رکاوٹیں پیش آئیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ضرور بول بالا ہوگا، چنانچہ میں نے آپ کو بتایا کہ آپ کی قوم نے آپ کے متعلق سو اونٹ مقرر کر رکھے ہیں۔ پھر میں نے وہ باتیں بیان کیں جو وہ لوگ آپ کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔ بعد ازاں میں نے انھیں زادِ راہ اور کچھ سامان پیش کیا، لیکن انھوں نے نہ تو میرے مال میں کمی کی اور نہ کچھ مانگا ہی، البتہ یہ ضرور کہا: ''ہمارا حال لوگوں سے پوشیدہ رکھو۔'' میں نے ان سے درخواست کی کہ میرے لیے ایک تحریر امن لکھ دیں۔ آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا جس نے مجھے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سند امان لکھ دی اور پھر رسول اللہ ﷺ آگے روانہ ہو گئے۔''

رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوئے

حدیث 23

((وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ: لَمَّا هَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَبُ وَاَبُوْبَكْرٍ رَدِيْفُهُ، وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُعْرَفُ فِي الطَّرِيْقِ لِاخْتِلَافِهِ إِلَى الشَّامِ، وَكَانَ يَمُرُّ بِالْقَوْمِ فَيَقُوْلُوْنَ: مَنْ هٰذَا بَيْنَ يَدَيْكَ يَا أَبَابَكْرٍ؟ فَيَقُوْلُ: هَادٍ يَهْدِيْنِي . فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِيْنَةِ، بَعَثَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا مِنَ الْاَنْصَارِ، إِلَى أَبِي أُمَامَةَ وَاَصْحَابِهِ، فَخَرَجُوْا إِلَيْهِمَا، فَقَالُوْا: اُدْخُلَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ . فَدَخَلَا، قَالَ اَنَسٌ: فَمَّا رَاَيْتُ يَوْمًا قَطُّ اَنْوَرَ وَلَا اَحْسَنَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْبَكْرٍ الْمَدِيْنَةَ، وَشَهِدْتُ وَفَاتَهُ، فَمَا رَاَيْتُ يَوْمًا قَطُّ اَظْلَمَ وَلَا اَقْبَحَ مِنَ الْيَوْمِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ .))[1]

’’اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو آپ سوار تھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے، راستے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا جاتا تھا کیونکہ وہ ملک شام آتے جاتے وقت اس راستہ کے لوگوں کے پاس سے گزرتے رہتے تھے، اس لیے لوگوں نے پوچھا: ابوبکر! یہ آپ کے آگے والا آدمی کون ہے؟ وہ فرماتے: یہ میری رہنمائی کرنے والا رہبر ہے، جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے انصاری قبیلے کے مسلمان ہونے والے لوگوں کو اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو پیغام بھیجا، وہ سب آگئے

[1] مسند أحمد: 122/3۔ شیخ شعیب نے اسے ’’صحیح علی شرط مسلم‘‘ قرار دیا ہے۔

اور انھوں نے کہا: آپ دونوں امن واطمینان کے ساتھ داخل ہوں، سو وہ دونوں داخل ہو گئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کوئی دن نہیں دیکھا جو زیادہ منور اور حسن والا ہو اس دن کی بہ نسبت جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ میں داخل ہوئے تھے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیمار ہونے کا بیان

حدیث 24

"وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ، قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ الْحُمَّى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ وَيَقُولُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا

فِی صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ .)) [1]

''اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ایسی حالت میں تشریف لائے کہ مدینہ اللہ تعالیٰ کی سرزمین میں سب سے زیادہ وبائی بخار میں مبتلا علاقہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی اس وبائی بخار کی بلا اور وبا میں مبتلا ہوگئے۔ لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے محفوظ رکھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ اور بلال رضی اللہ عنہما بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک گھر میں مبتلائے بخار ہوئے۔ میں ان کی عیادت کے لیے ان کے پاس گئی —اور یہ واقعہ پردہ کے حکم سے پہلے کا ہے— تو میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کی شدتِ تکلیف سے ایسی حالت تھی جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہوئی اور کہا: ابو جی! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ تو انھوں نے کہا: ''ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے، حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کہا: واللہ! میرے ابا جان کو معلوم ہی نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر میں عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہوئی اور پوچھا: عامر تمھارا کیا حال ہے؟ تو انھوں نے کہا: ''بے شک میں نے موت کا مزا چکھنے سے پہلے ہی اسے پا لیا۔ بے شک بزدل کی موت اس کے اوپر سے ہوا کرتی ہے۔ ہر شخص اپنی قوت کے مطابق کوشش کرتا ہے جس طرح بیل اپنے چمڑے کو اپنے ہی سینگوں سے گرم کرتا ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کہا: اللہ کی قسم! عامر کو پتا نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اور بلال رضی اللہ عنہ کی حالت یہ تھی کہ جب ان کا بخار

---

[1] صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، رقم: 3926، السيرة النبوية لابن هشام، ص: 325 واللفظ له.

اتر جاتا تو گھر کے صحن میں لیٹ جاتے۔ پھر اپنی دردناک آواز بلند کرتے اور کہتے: ''کاش! مجھے پتا چل جائے کیا میں اس وادی میں رات گزاروں گا جبکہ میرے اِردگرد اذخر اور جلیل نامی گھاس ہوگی۔ کیا میں کسی دن مجنہ کے پانیوں تک پہنچوں گا؟ کیا میرے سامنے شامہ اور طفیل نامی پہاڑیاں ظاہر ہوں گی؟''
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان لوگوں کی جو باتیں سنی تھیں وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کردیں، اور میں نے کہا کہ یہ لوگ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں اور بخار کی شدت سے جو کچھ کہتے ہیں اسے سمجھتے بھی نہیں، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے لیے مدینہ بھی ویسا محبوب بنا دے جیسا تو نے مکہ کو ہمارے لیے محبوب بنایا تھا یا اس سے بھی زیادہ۔ اور ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں برکت عطا فرما۔ اور اس کی وبا کو مہیعہ یعنی جحفہ کی جانب منتقل کردے۔''

جنگ حنین میں ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

حدیث 25

((وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا اسْتَقْبَلْنَا وَادِيَ حُنَيْنٍ، قَالَ: اِنْحَدَرْنَا فِيْ وَادٍ مِنْ اَوْدِيَةِ تِهَامَةَ اَجْوَفَ حَطُوْطٍ اِنَّمَا نَنْحَدِرُ فِيْهِ اِنْحِدَارًا، قَالَ: وَفِيْ عَمَايَةِ الصُّبْحِ، وَقَدْ كَانَ الْقَوْمُ كَمَنُوْا لَنَا فِيْ شِعَابِهِ وَفِيْ اَحْنَائِهِ وَمَضَايِقِهِ، قَدْ اَجْمَعُوْا وَتَهَيَّوُوْا وَاَعَدُّوْا، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا رَاعَنَا وَنَحْنُ مُنْحَطُّوْنَ اِلَّا الْكَتَائِبُ قَدْ شَدَّتْ عَلَيْنَا شَدَّةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، وَانْهَزَمَ النَّاسُ رَاجِعِيْنَ، فَاسْتَمَرُّوْا لَا يَلْوِيْ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَلَى اَحَدٍ. وَانْحَازَ رَسُوْلُ

اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ الْيَـمِيْنِ ، ثُمَّ قَالَ: إِلَيَّ أَيُّهَا النَّاسُ ، هَلُمُّوْا إِلَيَّ ، أَنَـا رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ ، أَنَـا مُـحَـمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: فَلَا شَيْءَ ، اِحْتَـمَـلَـتِ الْإِبِـلُ بَعْضُهَا بَعْضًا ، فَانْطَلَقَ النَّاسُ ، إِلَّا أَنَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَهْـطًـا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ غَيْرَ كَثِيْرٍ ، ثَبَتَ مَعَهُ ﷺ أَبُـوْبَكْرٍ وَعُمَرُ ، وَمِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، وَابْنُهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّـاسٍ ، وَأَبُـوْسُـفْيَـانَ بْـنُ الْحَارِثِ ، وَرَبِيْعَةُ بْنُ الْحَارِثِ ، وَأَيْـمَـنُ بْنُ عُبَيْدٍ ، وَهُوَ ابْنُ أُمِّ أَيْمَنَ ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ . قَالَ: وَرَجُـلٌ مِـنْ هَـوَازِنَ عَـلَـى جَـمَلٍ لَهُ أَحْمَرَ ، فِيْ يَدِهِ رَايَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ فِيْ رَأْسِ رُمْحٍ طَوِيْلٍ لَهُ أَمَامَ النَّاسِ ، وَهَوَازِنُ خَلْفَهُ ، فَـإِذَا أَدْرَكَ طَـعْـنَ بِـرُمْحِهِ ، وَإِذَا فَاتَهُ النَّاسُ رَفَعَ لِمَنْ وَرَاءَهُ فَاتَّبَعُوْهُ .)) [1]

''اور سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ہم وادیِ حنین کے سامنے پہنچے تو ہمارا گزر تہامہ کی ایک ایسی وادی سے ہوا، جو کافی وسیع اور چوڑی تھی اور بلندی سے پستی کی طرف مائل تھی، ہم اس میں اوپر سے نیچے کی طرف اترے جا رہے تھے، صبح کے جھٹ پٹے کا وقت تھا، دشمن ہمارے مقابلہ کے لیے وادی کے پہاڑوں کی گھاٹیوں میں مختلف مقامات اور تنگ جگہوں میں چھپے ہوئے تھے، وہ ہمارے مقابلہ کے لیے جمع تھے، اور پوری طرح تیار تھے۔ اللہ کی قسم! ہم وادی میں نیچے کو اترتے جا رہے تھے کہ ان کے دستوں نے ہم پر یک بارگی حملہ کر دیا،

[1] مسند أحمد : 376/3، السيرة النبوية لابن هشام، ص: 698۔ شیخ شعیب نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

ہمارے لوگ اس اچانک حملے سے بدحواس ہو کر بھاگ اٹھے، کوئی کسی کی طرف دیکھتا نہیں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی راستے سے داہنی طرف ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! میری طرف آ جاؤ، میرے پاس آ جاؤ، میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ وقتی طور پر کسی نے جواب نہ دیا، اونٹ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کچھ مہاجرین وانصار اور اہل بیت کے کچھ افراد رہ گئے۔ آپ کے ساتھ رہ جانے والوں میں سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما اور اہل بیت میں سے سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عباس بن عبدالمطلب، ان کے فرزند سیدنا فضل بن عباس، سیدنا ابوسفیان بن حارث، سیدنا ربیعہ بن حارث، سیدہ ام ایمن کے بیٹے سیدنا ایمن بن عبید اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کے نام ہیں۔ بنو ہوازن کا ایک فرد جو سرخ اونٹ پر سوار تھا، اور اس کے ہاتھ میں طویل نیزے کے سرے پر سیاہ علم لہرا رہا تھا، وہ اپنے قبیلے کے آگے آگے تھا اور باقی سارا بنو ہوازن اس کی اقتدا میں چلا جا رہا تھا، جب راستے میں کوئی مسلمان ملتا وہ اس پر نیزے کا وار کر دیتا اور جب لوگ گزر جاتے تو اپنے جھنڈے کو اپنے پیچھے والوں کی رہنمائی کے لیے بلند کر دیتا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلتے۔''

غزوۂ تبوک میں ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

حدیث 26

((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ قِيْلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: حَدِّثْنَا مِنْ شَأْنِ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ . فَقَالَ عُمَرُ: خَرَجْنَا إِلٰى تَبُوْكَ فِى قَيْظٍ شَدِيْدٍ ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا أَصَابَنَا فِيْهِ عَطْشٌ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّ رِقَابَنَا

سَتَنْقَطِعُ حَتّٰى أَنْ كَانَ الـرَّجُـلُ لَيَذْهَبُ يَلْتَمِسُ الْمَاءَ فَـلَا يَرْجِعُ حَتّٰـى يُـظَـنَّ أَنَّ رَقَبَتَـهُ سَتَـنْقَطِعُ . حَتّٰى أَنَّ الرَّجُلَ يَنْحَرُ بَعِيْرَهُ ، فَيُـعْـصِـرُ فَـرْثَهُ فَيَشْرَبُهُ وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ عَلٰى كَبَدِهِ . فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الـصِّـدِّيْقُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَوَّدَكَ فِي الدُّعَاءِ خَيْرًا ، فَـادْعُ لَـنَـا . فَقَالَ: أَتُحِبُّ ذٰلِكَ ؟ قَـالَ: نَـعَـمْ . فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَـرْجِعْهُمَا حَتّٰى قَالَتِ السَّمَاءُ ، فَأَظْلَمَتْ ثُمَّ سَكَبَتْ . فَمَلَأُوْا مَـا مَـعَـهُـمْ . ثُمَّ ذَهَبْنَا نَنْظُرُ فَلَمْ نَجِدْهَا جَازَتِ الْعَسْكَرَ . قَالَ أَبُـوْبَـكْرٍ: فَلَوْ كَانَ مَاءُ الْفَرْثِ إِذَا عُصِرَ نَجِسًا ، لَمْ يُجْزِ لِلْمَرْءِ أَنْ يَـجْـعَـلَـهُ عَلٰى كَبَدِهِ فَيُنَجِّسَ بَعْضَ بَدَنِهِ ، وَهُوَ غَيْرُ وَاجِدٍ لِـمَـاءٍ طَـاهِـرٍ يَـغْسِـلُ مَوْضِعَ النَّجَسِ مِنْهُ ، فَأَمَّا شُرْبُ الْمَاءِ الـنَّـجَـسِ عِـنْـدَ خَوْفِ التَّلَفِ إِن لَّمْ يُشْرَبْ ذٰلِكَ الْمَاءُ فَجَائِزٌ إِحْيَاءَ الـنَّـفْـسِ بِشُرْبِ مَاءٍ نَجِسٍ ، إِذِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَبَاحَ عِنْدَ الْاِضْطِرَارِ إِحْيَاءَ النَّفْسِ بِأَكْلِ الْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيْرِ إِذَا خِيْفَ الـتَّـلَفُ إِن لَّـمْ يَـأْكُـلْ ذٰلِكَ . وَالْـمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْـخِـنْـزِيْرِ نَجَسٌ مُحَرَّمٌ عَلَى الْمُسْتَغْنِيْ عَنْهُ ، مُبَاحٌ لِلْمُضْطَرِّ إِلَيْـهِ لِـإِحْيَـاءِ النَّفْسِ بِأَكْلِهِ . فَكَذٰلِكَ جَائِزٌ لِلْمُضْطَرِّ إِلَى الْمَاءِ النَّجِسِ أَنْ يَحْيٰى نَفْسَهُ بِشُرْبِ مَاءٍ نَجِسٍ إِذَا خَافَ التَّلَفَ عَلٰى نَـفْسِـهِ بِتَـرْكِ شُـرْبِهِ فَأَمَّا أَنَّ يَجْعَلَ مَاءً نَجِسًا عَلٰى بَعْضِ بَدَنِهِ وَالْـعِـلْـمُ مُحِيْطٌ أَنَّهُ إِن لَّمْ يَجْعَلْ ذٰلِكَ الْمَاءَ النَّجِسَ عَلٰى بَدَنِهِ لَـمْ يُـخَفِّفِ التَّلَفَ عَلٰى نَفْسِهِ بِتَرْكِ شُرْبِهِ . فَأَمَّا أَنْ يَّجْعَلَ مَاءً نَـجِسًا عَلٰى بَعْضِ بَدَنِهِ وَالْعِلْمُ مُحِيْطٌ بِهِ أَنَّهُ إِن لَّمْ يَجْعَلْ ذٰلِكَ الْـمَـاءَ الـنَّجِسَ عَلٰى بَدَنِهِ لَمْ يُخَفِّ التَّلَفَ عَلٰى نَفْسِهِ وَلَا كَانَ

فِی إِمْسَاسِ ذٰلِكَ الْمَاءِ النَّجَسِ بَعْضَ بَدَنِهِ إِحْيَاءً نَفْسَهُ بِذٰلِكَ وَلَا عِنْدَهُ مَاءً طَاهِرًا يَغْسِلُ مَا نَجِسَ مِنْ بَدَنِهِ بِذٰلِكَ الْمَاءِ فَهٰذَا غَيْرُ جَائِزٍ وَلَا وَاسِعٍ لِأَحَدٍ فِعْلُهُ .)) [1]

''اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب سے عرض کی گئی: ہمیں تنگی کے وقت کے متعلق بیان کریں، تو انہوں نے فرمایا: ہم شدید گرمی میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم نے ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا تو ہمیں پیاس لگی (جبکہ پانی موجود نہ تھا) یہاں تک کہ ہم خیال کرنے لگے کہ عنقریب ہماری گردنیں کٹ جائیں گی (یعنی پیاس سے موت آ جائے گی) حتی کہ ایک شخص پانی کی تلاش میں جاتا، وہ (جلدی) واپس نہ آتا خیال کیا جاتا کہ اس کی گردن کٹ گئی ہے۔ (پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ) ایک شخص اپنے اونٹ کو ذبح کرتا، اس کی لید نچوڑتا اور (پانی) پی لیتا اور جو باقی بچتا اسے اپنے پیٹ پر ڈال لیتا۔ (یہ حالات دیکھ کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیر و بھلائی کی دعا کا عادی بنایا ہے (یعنی آپ بکثرت بھلائی کی دعا فرماتے ہیں) تو ہمارے لیے دعا فرمائیں (کہ اللہ تعالیٰ اس تنگی سے نجات عطا فرمائے۔ آپ نے پوچھا: کیا تم اسے پسند کرتے ہو؟ (کہ میں تمہارے لیے دعا کروں) انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا کے لیے) ہاتھ بلند کیے۔ ابھی آپ نے (دعا ختم کر کے) ہاتھ لوٹائے نہیں تھے کہ آسمان پر بادل امڈ آئے، اندھیرا چھا گیا اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ صحابہ کرام نے تمام برتن بھر لیے، پھر ہم نے (پڑاؤ والی جگہ سے) نکل کر دیکھا تو معسکر کے باہر بارش نہیں برسی تھی۔'' امام

[1] صحيح ابن خزيمة، كتاب الوضوء، رقم: 101۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اگر لید کا نچوڑا ہوا پانی ناپاک ہوتا تو کسی آدمی کے لیے جائز نہیں تھا کہ وہ اسے پیٹ پر ڈالتا، کیونکہ اس طرح تو اس کے بدن کا کچھ حصہ ناپاک ہو جاتا۔ اور اس کے پاس پاک پانی بھی نہیں ہے کہ اس سے ناپاک حصہ دھولے۔ البتہ نجس پانی نہ پینے کی صورت میں جان تلفی کا خطرہ ہو تو زندہ رہنے کے لیے ناپاک پانی پینا جائز ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے، مردار (کا گوشت) خون اور خنزیر کا گوشت کھائے بغیر جان تلفی کا خطرہ ہو تو ان چیزوں کو مجبوری کی حالت میں جان بچانے کے لیے کھانا جائز رکھا ہے۔ حالانکہ مردار، خون اور خنزیر کا گوشت ناپاک ہے اور ان سے مستغنی شخص کے لیے حرام ہیں۔ مضطر شخص کے لیے جان بچانے کے لیے انہیں کھانا جائز ہے۔ اسی طرح موت کے خطرے کے وقت مضطر (مجبور) شخص کے لیے ناپاک پانی پینا بھی جائز ہے۔ تاکہ اسے پی کر اپنی جان بچا سکے لیکن ناپاک پانی اپنے جسم کے کسی حصے پر لگانا جبکہ اسے یقینی علم ہو کہ اگر وہ اسے اپنے بدن پر نہ ڈالے تو اس کی جان کو کوئی خطرہ نہیں اور نہ اس پانی کو جسم کے کسی حصے پر لگانے سے اس کی زندگی کی بقا کا تعلق ہے، اور نہ اس کے پاس پاک پانی ہو کہ وہ اس سے بدن کے ناپاک ہونے والے حصے کو دھولے، تو اس حالت میں ایسے پانی کا استعمال ناجائز ہے اور نہ یہ کام کرنے کی کسی شخص کے لیے کوئی گنجائش ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب دیا

حدیث 27

((وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُحُدٍ،

وَمَعَهُ أَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، قَالَ: اثْبُتْ أُحُدُ، فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدَانِ.)) [1]

''اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے۔ آپ کے ہمراہ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ لرزنے لگا اور کانپنے لگا، تو آپ نے اپنا پاؤں مار کر اسے فرمایا: ''اے احد! ٹھہر جا، کیونکہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعوت کھائی

حدیث 28

((وَعَنْ مَحْمُودٍ قَالَ، إِنَّهُ سَمِعَ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ رضی اللہ عنہ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بِبَنِي سَالِمٍ وَكَانَ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَادٍ إِذَا جَائَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَإِنَّ الْوَادِيَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمِي يَسِيلُ إِذَا جَائَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّي مِنْ بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَأَفْعَلُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ

[1] صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، رقم: 3686.

اللَّهِ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ
مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فِيهِ فَقَامَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَائَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ
وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ فَحَبَسْتُهُ عَلَى خَزِيرٍ يُصْنَعُ لَهُ فَسَمِعَ أَهْلُ
الدَّارِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِي فَثَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَثُرَ
الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَا أَرَاهُ فَقَالَ
رَجُلٌ مِنْهُمْ ذَاكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ لَا تَقُلْ ذَاكَ أَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ
اللَّهِ فَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَمَّا نَحْنُ فَوَاللَّهِ لَا نَرَى وُدَّهُ وَلَا
حَدِيثَهُ إِلَّا إِلَى الْمُنَافِقِينَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ
عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ قَالَ
مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ صَاحِبُ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا وَيَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ
عَلَيْهِمْ بِأَرْضِ الرُّومِ فَأَنْكَرَهَا عَلَيَّ أَبُو أَيُّوبَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَظُنُّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا قُلْتَ قَطُّ فَكَبُرَ ذَلِكَ عَلَيَّ فَجَعَلْتُ لِلَّهِ
عَلَيَّ إِنْ سَلَّمَنِي حَتَّى أَقْفُلَ مِنْ غَزْوَتِي أَنْ أَسْأَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ
مَالِكٍ رضي الله عنه إِنْ وَجَدْتُهُ حَيًّا فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَقَفَلْتُ فَأَهْلَلْتُ
بِحَجَّةٍ أَوْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ سِرْتُ حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ بَنِي
سَالِمٍ فَإِذَا عِتْبَانُ شَيْخٌ أَعْمَى يُصَلِّي لِقَوْمِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ مِنَ
الصَّلَاةِ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَأَخْبَرْتُهُ مَنْ أَنَا ثُمَّ سَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ

الْحَدِيثِ فَحَدَّثْنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ .)) [1]

''اور سیدنا محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سیدنا عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ سیدنا عتبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں قبیلہ بنو سالم میں اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔ میرے اور اس قبیلے کے درمیان ایک وادی حائل تھی۔ جب بارشیں ہوتیں تو اسے عبور کر کے ان کی مسجد تک پہنچنا میرے لیے دشوار ہو جاتا، اس لیے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری نظر کمزور ہو چکی ہے اور یہ وادی جو میرے اور میری قوم کے درمیان بہتی ہے، جب بارشیں ہوں تو اسے عبور کرنا میرے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اسے (ہمیشہ کے لیے) جائے نماز بنا لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں عنقریب آؤں گا۔'' چنانچہ ایک دن جب سورج چڑھ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ میں نے آپ کو اجازت دی تو آپ نے بیٹھنے سے پہلے فرمایا: ''تم اپنے گھر کے کس حصے میں ہمارا نماز پڑھنا پسند کرتے ہو؟'' میں نے آپ کے لیے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں پسند کرتا تھا کہ وہاں نماز ادا کی جائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہا۔ ہم نے بھی آپ کے پیچھے صفیں درست کر لیں۔ آپ نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ ہم نے بھی آپ کے سلام پھیرنے پر سلام پھیر دیا۔ پھر میں نے موٹے آٹے اور گوشت سے تیار کردہ کھانا پیش کیا جو آپ ہی کے لیے تیار کیا گیا تھا۔

[1] صحيح البخاري، كتاب التطوع، رقم: 1186.

جب اہل محلّہ کو پتا چلا کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما ہیں تو وہ پے در پے اکٹھے ہونا شروع ہو گئے حتیٰ کہ بہت سے لوگ میرے گھر میں جمع ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: مالک (ابن دخشن) کو کیا ہوا؟ وہ ہمیں یہاں نظر نہیں آ رہا۔ ان میں سے ایک دوسرے شخص نے کہا: وہ منافق ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہیں رکھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا مت کہو۔ کیا تم اسے نہیں دیکھتے ہو کہ وہ لا إلـه إلا اللّٰه کہتا ہے اور اس کا کلمہ پڑھنے کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہے۔'' اس شخص نے کہا: (ویسے تو) اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، لیکن اللہ کی قسم! ہم تو اس کی دوستی اور کلام و سلام منافقین کے ساتھ ہی دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ نے اس شخص کو جہنم پر حرام کر دیا ہے جو اللہ کی رضا کے لیے کلمہ طیبہ پڑھتا ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر بہت مشکل وقت گزارا

حدیث 29

((وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ اَوْ لَیْلَةٍ فَـاِذَا هُـوَ بِاَبِی بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ: مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُیُوتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ. قَـالَا: الْـجُـوعُ یَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: وَاَنَا وَالَّذِی نَفْسِی بِیَـدِهٖ لَاَخْـرَجَـنِی الَّذِی اَخْرَجَكُمَا قُومُوا. فَـقَـامُوا مَعَهٗ فَاَتٰی رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَیْسَ فِیْ بَیْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ: مَـرْحَبًا وَاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَیْنَ فُلَانٌ قَالَتْ: ذَهَبَ یَسْتَـعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَآءِ اِذْ جَآءَ الْاَنْصَارِیُّ فَنَظَرَ اِلٰی رَسُولِ اللّٰهِ

ﷺ وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَحَدُ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِّنِّى قَالَ: فَانْطَلَقَ فَجَآئَهُمْ بِعِذْقٍ فِيهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطَبٌ فَقَالَ: كُلُوا مِنْ هٰذِهٖ وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِيَّاكَ وَالْحَلُوبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوا وَرَوُوا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لِاَبِى بَكْرٍ وَعُمَرَ وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهٖ! لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمُ الْجُوعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيمُ .)) [1]

''اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ دن یا رات کا وقت تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لے گئے، دیکھا کہ سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی وہاں موجود ہیں۔ آپ نے پوچھا: ''تمھیں تمھارے گھروں سے اس وقت کس چیز نے نکالا؟'' انھوں نے جواب دیا، اے اللہ کے رسول! بھوک نے۔ آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے بھی وہی چیز (گھر سے) باہر لے آئی ہے، جس نے تمھیں نکالا ہے، (میرے ساتھ) چلو۔'' وہ دونوں آپ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ ایک انصاری صحابی کے گھر آئے، لیکن وہ صحابی گھر میں موجود نہ تھا، اس کی بیوی نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا، مَرْحَبًا، وَأَهْلًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے پوچھا: ''فلاں شخص (یعنی تمھارا خاوند) کہاں ہے؟'' اس نے کہا: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری صحابی بھی آ گیا۔ اس نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو دیکھا تو کہا: الحمد للہ، آج کسی کے

[1] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، رقم: 5313.

پاس اتنے عزت والے مہمان نہیں ہیں، جتنے میرے پاس ہیں، پھر وہ گیا اور کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آیا، جس میں نیم پختہ، سوکھی اور تازہ کھجوریں تھیں اور کہنے لگا: اس میں سے کھائیے۔ پھر اس نے چھری پکڑی، تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا۔'' الغرض اس نے آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے لیے ایک بکری ذبح کی (اور اسے پکایا) تو سب نے اس کا گوشت کھایا، کھجوریں کھائیں اور (میٹھا) پانی پیا۔ جب سب نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا اور پانی پی لیا تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ضرور بالضرور تم سے قیامت والے دن ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، تم بھوک کی وجہ سے اپنے گھروں سے نکلے تھے تو تمھارے واپس لوٹنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمھیں یہ نعمتیں عطا کیں۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نیکیوں میں دوسروں پر سبقت لے جاتے

حدیث 30

((وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ، وَهُوَ بَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَإِذَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ يُصَلِّيْ، وَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ النِّسَاءَ، فَانْتَهٰى إِلَى رَأْسِ الْمِئَةِ، فَجَعَلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَدْعُوْ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِسْأَلْ تُعْطَهُ، اِسْأَلْ تُعْطَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًا كَمَا أُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْهُ بِقِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ، فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا إِلَيْهِ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ، لِيُبَشِّرَهُ، وَقَالَ لَهُ: مَا سَأَلْتَ اللّٰهَ الْبَارِحَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

اَسْـئَـلُكَ اِيْـمَانًا لَا يَرْتَدُّ، وَنَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ مُحَمَّدٍ فِيْ اَعْـلَـى جَنَّةِ الْخُلْدِ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ، فَـقِيْلَ لَهُ: إِنَّ اَبَابَكْرٍ قَدْ سَبَـقَكَ، قَالَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ، مَا سَابَقْتُهُ اِلَى خَيْرٍ قَطُّ، اِلَّا سَبَقَنِيْ إِلَيْهِ .))[1]

''اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے، اس حال میں کہ آپ سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں تھے، دیکھا کہ (وہ) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے ہیں اور سورۃ النساء کی قراءت کر رہے ہیں۔ آخر سو آیات کے بعد انھوں نے قراءت ختم کی۔ پھر ابن مسعود حالتِ نماز میں کھڑے کھڑے دعا کرنے لگے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم (اللہ سے) مانگو، تمھیں دیا جائے گا، مانگو، تمھیں دیا جائے گا۔'' پھر فرمایا: ''جو شخص قرآن مجید کو اس طرح عمدگی سے پڑھنا چاہتا ہے جس طرح وہ نازل ہوا تھا تو اسے چاہیے کہ ام عبد کے بیٹے (عبداللہ بن مسعود) کی قراءت کے مطابق پڑھے۔'' پھر جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صبح کی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صبح سویرے ان کے پاس آئے تاکہ انھیں خوش خبری دیں۔ اور انھوں نے ان (ابن مسعود) سے کہا: آپ نے گزشتہ رات اللہ تعالیٰ سے کیا مانگا ہے؟ سیدنا ابن مسعود فرماتے ہیں: میں نے کہا (کہ میں نے یہ دعا مانگی تھی): اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو (مجھ سے) واپس نہ جائے، ایسی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو کبھی زائل نہ ہوں اور میں تجھ سے ہمیشہ والی جنت کے اعلیٰ مقام میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چاہتا ہوں۔'' پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بشارت دینے کے لیے آئے، تو انھیں کہا گیا: بے شک ابوبکر آپ سے سبقت لے جا چکے ہیں۔ انھوں نے کہا: اللہ ابوبکر پر رحم

[1] مسند أحمد: 454/1۔ شیخ شعیب نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

کرے، میں نے جس نیک کام میں بھی ان کا مقابلہ کیا تو وہ مجھ سے سبقت لے گئے۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤدّب

حدیث 31

((وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ؟ فَأُقِيمَ، قَالَ: نَعَمْ، فَصَلَّى أَبُوبَكْرٍ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ، فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيقَ مَنْ رَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ، وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ.)) [1]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأذان، رقم: 684.

’’اور سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمرو بن عوف قبیلے میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو مؤذن نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا: اگر آپ نماز پڑھائیں تو میں اقامت کہہ دوں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے جبکہ لوگ نماز میں مصروف تھے۔ آپ صفوں میں سے گزر کر پہلی صف میں پہنچے۔ اس پر لوگوں نے تالیاں پیٹنا شروع کر دیں، لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے عادی نہ تھے۔ جب لوگوں نے مسلسل تالیاں بجائیں تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ پر ان کی نظر پڑی (وہ پیچھے ہٹنے لگے) تو رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں امامت کا اعزاز بخشا ہے، تاہم وہ پیچھے ہٹ کر لوگوں کی صف میں شامل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ فراغت کے بعد آپ نے فرمایا: ’’اے ابوبکر! جب میں نے تمھیں حکم دیا تھا تو تم کھڑے کیوں نہ رہے؟‘‘ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے نماز پڑھائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ’’کیا وجہ ہے کہ میں نے تمھیں بکثرت تالیاں بجاتے ہوئے دیکھا؟ (دیکھو!) جب کسی کو دوران نماز میں کوئی بات پیش آ جائے تو سبحان اللہ کہنا چاہیے کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ دی جائے گی اور تالی بجانا تو صرف عورتوں کے لیے ہے۔‘‘

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں رفع الیدین کرتے

حدیث 32

((وَقَالَ الْبَيْهَقِي اَخْبَرْنَا اَبُوْ عبدالله الحافظ ثَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰه الصفار املاء من اصل كتابه قَالَ:قَالَ:ابو إِسْمَاعِيْلَ مُحَمَّدُ بْن إِسمَاعِيْلَ السلمى: صَلَّيْتُ خَلْفَ اَبِى النُّعْمَان مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضَلِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوٰةَ ، وَحِيْنَ رَكَعَ ، وَحِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوْعِ ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ:صَلَّيْتُ خَلْفَ اَيُوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاةَ ، وَإِذَا رَكَعَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوْعِ ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: رَأَيْتُ عطَاءَ بْنَ أبِى رَبَاحٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاةَ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَه مِنَ الرَّكُوْعِ ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوْعِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ اَبِى بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰه عَنْهُ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ، وَإِذَا رَكَعَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوْعِ ، وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوْعِ .)) [1]

---

[1] السنن الكبرىٰ، للبيهقى: 73/2، التلخيص الحبير : 219/1، المهذب فى اختصار السنن الكبير للذهبى : 49/2- امام بیہقی نے اس کے راویوں کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔حافظ ذہبی اور ابن حجر نے ان کی موافقت فرمائی ہے۔

''اور امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام حافظ ابوعبداللہ الحاکم نے ہمیں حدیث سنائی، کہا کہ ہمیں ابوعبداللہ محمد بن الصفار الزاہد نے اپنی کتاب میں سے حدیث بیان کی کہ ابواسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی کہتے ہیں، کہ میں نے ابوالنعمان محمد بن فضل کے پیچھے نماز پڑھی، تو انہوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے، اور رکوع سے اُٹھتے وقت، اپنے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھائے، پھر ان سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حماد بن زید کے پیچھے نماز پڑھی، انھوں نے نماز پڑھی تو نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھایا، میں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا، میں نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ (استاد ابوحنیفہ رحمہ اللہ) تابعی کو دیکھا کہ انہوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کواوپر اٹھایا۔ میں نے پوچھا، تو انہوں نے کہا میں سیّدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ بھی نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اُٹھاتے تھے۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا، میں نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ بھی نماز شروع کرتے وقت اوررکوع کرتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اُٹھایا کرتے تھے، اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی برحق ، رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت ،اور رکوع کرتے وقت، اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کواوپر اُٹھاتے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ کی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نصیحت

حدیث 33

((وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ: اَنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَابَكْرٍ وَالنَّبِیُّ ﷺ جَالِسٌ، فَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ یَعْجَبُ وَیَتَبَسَّمُ، فَلَمَّا اَكْثَرَ رَدَّ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهِ، فَغَضَبَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَامَ، فَلَحِقَهُ اَبُوْبَكْرٍ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، كَانَ یَشْتِمُنِیْ وَاَنْتَ جَالِسٌ، فَلَمَّا رَدَدْتُ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهِ غَضِبْتَ وَقُمْتَ! قَالَ: اِنَّهُ كَانَ مَعَكَ مَلَكٌ یَرُدُّ عَنْكَ، فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهِ، وَقَعَ الشَّیْطَانُ، فَلَمْ اَكُنْ لِاَقْعُدَ مَعَ الشَّیْطَانِ. ثُمَّ قَالَ: یَا اَبَابَكْرٍ، ثَلَاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ: مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَةٍ فَیُغْضِی عَنْهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، اِلَّا اَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نُصْرَةً، وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِیَّةٍ یُرِیْدُ بِهَا صِلَةً، اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ بِهَا كَثْرَةً، وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْاَلَةٍ یُرِیْدُ بِهَا كَثْرَةً، اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا قِلَّةً.)) [1]

''اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی، جبکہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے، آپ تعجب کر رہے تھے اور مسکرا رہے تھے۔ جب اس نے زیادہ بدتمیزی کی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی کسی بات کا جواب دے دیا۔ اس پر نبی ﷺ ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھ کر آپ کے پاس گئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا جبکہ آپ بھی تشریف فرما تھے لیکن جب میں نے اس کی کسی بات کا

[1] مسند أحمد: 436/2، مسند الشهاب، رقم: 820۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

جواب دیا تو آپ ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بے شک تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو اسے (تیری طرف سے) جواب دے رہا تھا لیکن جب تو نے اسے جواب دیا تو شیطان آ گیا۔ سو میں ایسا نہیں ہوں کہ شیطان کے ساتھ بیٹھوں۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! یہ چیزیں برحق ہیں، انھیں سیکھ لو: جس شخص پر زیادتی کی جائے پھر وہ اس سے چشم پوشی کرے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اسے قوت و نصرت سے نوازتا ہے، اور جو شخص تصدیق اور صلہ رحمی کرتے ہوئے عطیہ کا دروازہ کھول دے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے زیادہ عطا فرماتا ہے، اور جو شخص کثرت (مال) کی خاطر دست سوال دراز کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے مزید قلت فرما دیتا ہے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان کی برکت

حدیث 34

((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ أَبَابَكْرٍ، فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُوبَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ! قَالَتْ: فَعَاتَبَنِي، وَقَالَ: مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ،

وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي ، فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي ، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا ، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ! مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ ، فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ .)) [1]

''اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے ۔ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا۔ اس کی تلاش کے لیے رسول اللہ ﷺ وہاں ٹھہرے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے جبکہ وہاں کوئی پانی (کا چشمہ) نہیں تھا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس ہی پانی تھا۔ لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے: آپ نہیں دیکھتے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کام کر دکھایا ہے؟ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیگر لوگوں سمیت ٹھہرا رکھا ہے۔ یہاں نہ پانی کا چشمہ ہے اور نہ خود ان کے پاس پانی ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ رسول اللہ ﷺ میری ران پر اپنا سر مبارک رکھے نیند فرما رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آتے ہی فرمایا: تم نے خواہ مخواہ رسول اللہ ﷺ اور دوسرے لوگوں کو روک رکھا ہے جبکہ نہ تو وہ کسی چشمے پر ہیں اور نہ خود ان کے پاس پانی ہے؟ انھوں نے مجھے خوب ڈانٹا اور جو کچھ اللہ نے چاہا انھوں نے مجھے سرزنش کرتے ہوئے کہا، پھر اپنے ہاتھ سے میری کمر میں کچوکا لگایا اور میں حرکت نہ کر سکتی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھ کر محو استراحت تھے۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ صبح تک سوئے رہے۔ اٹھے تو

[1] صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، رقم: 3672.

پانی نہیں تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت تیمّم نازل فرمائی۔ پھر سب لوگوں نے تیمّم کر کے نماز پڑھی۔ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے خاندان ابوبکر! یہ تمھاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس اونٹ پر میں سوار تھی، جب ہم نے اسے اٹھایا تو اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں شریک ہوئے

حدیث 35

((وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ﴿الَّـذِيـنَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَـا أَصَـابَهُـمُ الْـقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ قَـالَـتْ لِعُرْوَةَ؟ يَا ابْنَ أُخْتِي ، كَانَ أَبَوَاكَ مِنْهُمْ: الزُّبَيْرُ وَأَبُو بَكْرٍ لَـمَّا أَصَابَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَـا أَصَابَ يَوْمَ أُحُدٍ وَانْصَرَفَ عَنْهُ الْـمُشْـرِكُـونَ خَـافَ أَنْ يَرْجِعُوا ، قَالَ: مَنْ يَذْهَبُ فِي إِثْرِهِمْ؟ فَـانْتَـدَبَ مِـنْهُـمْ سَبْعُـونَ رَجُلًا ، قَـالَ: كَـانَ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ .))[1]

''اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت ﴿اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾ (آل عمران: 172) کے متعلق (اپنے بھانجے) عروہ سے فرمایا: میرے بھانجے! تمھارے والد زبیر رضی اللہ عنہ اور نانا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی انھی لوگوں میں سے تھے، جنھوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہا تھا۔ ہوا یہ کہ احد کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچی اور مشرکین واپس لوٹ

[1] صحيح البخاري، كتاب المغازي، رقم :4077.

گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خدشہ ہوا کہ کہیں وہ دوبارہ واپس نہ آجائیں، اس لیے آپ نے فرمایا: ''ان کا پیچھا کون کرے گا؟'' تو آپ کی اس بات پر ستر صحابہ نے لبیک کہا، ان میں ابوبکر اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے امام بنے

حدیث 36

((وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ بِلَالٌ يُؤذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ، وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ، وَإِنَّهُ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، قَالَ: إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً، فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ يَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي قَاعِدًا، يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مُقْتَدُونَ بِصَلَاةِ أَبِي

بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ .)) ❶

''اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بیمار ہو گئے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کی خبر دینے آئے۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! سیدنا ابوبکر ایک نرم دل آدمی ہیں، اور جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے لوگوں کو (شدت گریہ کی وجہ سے) آواز نہیں سنا سکیں گے۔ اس لیے اگر آپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہتے تو بہتر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔'' پھر میں نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم کہو کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل آدمی ہیں اور اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے۔ اس لیے اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہیں تو بہتر ہوگا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ صواحب یوسف (یوسف علیہ السلام والیوں) سے کم نہیں ہو، ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔'' جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانی شروع کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں کچھ ہلکا پن محسوس کیا، چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور دو آدمیوں کے سہارے چل پڑے۔ آپ کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے تا آنکہ آپ مسجد میں داخل ہوئے۔ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آہٹ پائی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے روکا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں طرف بیٹھ گئے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کر رہے تھے۔''

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الأذان، رقم: 713.

حدیث 37

((وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِى اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَا هُمْ فِى صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ ، وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّى لَهُمْ ، لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِى صُفُوفِ الصَّلَاةِ ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ ، فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ ، وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ ، فَقَالَ أَنَسٌ: وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِى صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ .))[1]

”اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پیر کے دن مسلمان فجر کی نماز پڑھ رہے تھے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ انھیں نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھ رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نماز میں صف باندھے کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے ہنس پڑے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنا شروع کیا تاکہ صف میں شامل ہوجائیں۔ انھوں نے سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریب تھا کہ مسلمان اس خوشی کی وجہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر انھیں ہوئی تھی، اپنی نماز توڑ ہی لیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ

---

[1] صحيح البخاري، كتاب المغازى، رقم :4448.

نماز پوری کرلو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ لٹکا لیا۔“

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا

حدیث 38

((وَعَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَابَكْرٍ دخل عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَوَضَعَ فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى صُدْغَيْهِ، وَقَالَ: وَانَبِيَاهُ، وَاخَلِيْلَاهُ وَاصْفِيَاهُ.)) [1]

”اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انھوں نے اپنا منہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا اور اپنے ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کنپٹیوں پر رکھے اور کہنے لگے: ہائے میرے نبی! ہائے میرے خلیل! میرے دوست!“

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

حدیث 39

((وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ . وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تُرِيدُ الْمَوْتَ قَالَ: إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ.)) [2]

”اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

1. مسند أحمد: 31/6۔ شیخ شعیب نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔
2. صحيح البخاري، كتاب الأحكام، رقم: 7220.

خدمت میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے اسے (اب کی دفعہ لوٹ جانے اور) پھر کبھی دوبارہ آنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا: اگر میں آؤں اور آپ نہ ملیں تو؟ گویا وہ کہنا چاہتی تھی کہ اگر آپ وفات پا جائیں تو (کس سے ملوں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نہ مل سکوں تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلی جانا۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اتباع

حدیث 40

((وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِىْ أَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ .)) [1]

''اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ابوبکر اور عمر کی اتباع کرنا۔''

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ

[1] سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: 3662، سنن ابن ماجة، رقم: 97۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔